عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۲۵ جمادی الثانی تا ۳ رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۲

بے مثال وراثت

حضرت ربیع بن زیاد حارثیؓ

مدح سیدنا صدیق اکبرؓ

ایک روح پرور خطبہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

چوتھی رکعت میں بیٹھنے کے بعد کھڑا ہوگیا تو اب کیا کرے؟

س:......ایک شخص ظہر کے فرض پڑھ رہا تھا، چار رکعت فرض پورے پڑھے، قعدہ اخیرہ میں بیٹھ کر التحیات بھی پڑھی، لیکن پھر بھولے سے پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا، پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد اسے یاد آیا کہ یہ پانچویں رکعت ہے، اب وہ کیا کرے؟ کیا چھٹی رکعت بھی پڑھے یا پانچویں پر ہی سلام پھیر دے اور سجدہ سہو کرے؟ اسے کیا کرنا چاہئے؟

ج:......اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آجائے تو فوراً واپس قعدہ میں بیٹھ جانا چاہئے، تشہد پڑھنے کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہئے، اس طرح نماز درست ہوجائے گی۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آئے تو اب کھڑے ہوکر چھٹی رکعت بھی ملا کر نماز پوری کریں اور تشہد پڑھ کر سجدہ سہو بھی کریں۔ اب اگر چوتھی رکعت کے بعد قعدہ میں بیٹھ کر تشہد پڑھا تھا تو اس کے فرض ادا ہوگئے، دوبارہ فرض لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ دو رکعت جو زائد پڑھی ہے وہ نفل ہوگئے، لیکن اگر چوتھی رکعت میں بیٹھ کر تشہد نہیں پڑھا تھا تو یہ چھ رکعتیں نفل بن گئیں۔ فرض دوبارہ سے پڑھیں۔

نماز کو ناقص پڑھنا منع ہے

س:......اگر چار رکعت کے بجائے پانچ رکعت پڑھ لیں اور آخر میں سجدہ سہو بھی کرلیا تو کیا نماز ہوگئی یا لوٹانا لازمی ہے؟

ج:......اگر چوتھی رکعت میں تشہد پڑھ کر پانچویں رکعت ملالی تھی اور پانچویں رکعت پڑھنے کے بعد سجدہ سہو کرلیا تو نماز ادا ہوگئی، مگر اس طرح ایک رکعت پڑھنا منع ہے، دوسری رکعت بھی ملانا چاہئے، کیونکہ حدیث شریف میں صرف ایک رکعت پڑھنے کی ممانعت ہے۔

جرابوں پر مسح کرنے کی شرائط

س:......میرے پاؤں پر ورم ہوجاتا ہے اور سردی میں تکلیف ہوتی ہے، کیا میں پاؤں پر گرم پٹی باندھ کر اس پر موزے پہن لوں، پھر اس پر مسح کرسکتا ہوں؟ کیا نائیلون کے موزے یا عام جرابیں پہن کر مسح کرنا درست ہے؟

ج:......شرعاً موزوں پر مسح کرنے کی اجازت ہے، مگر وہ موزے چمڑے کے ہوں یا وہ ایسی جرابیں ہوں جو خوب موٹی ہوں اور کسی چیز سے باندھے بغیر تین چار میل تک ان کو پہن کر چل سکتا ہو بغیر جوتے کے اور اس قدر چلنے سے وہ پھٹتے نہ ہوں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسی جرابوں پر مردانہ جوتے کی مقدار کا چمڑا چڑھا ہوا ہو۔ لہٰذا اگر جرابیں پتلی ہوں تو ان پر ہمارے فقہاء میں سے کسی کے نزدیک بھی مسح جائز نہیں، اور اگر خوب موٹی ہوں لیکن ان پر چمڑا نہ چڑھا ہوا ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسح جائز نہیں، جبکہ امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے۔

واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۳ — ۲۵ /جمادی الثانی تا ۴ /رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ /جنوری ۲۰۲۴ء — شمارہ: ۲

اس شمارے میں!

استاذ جامعہ حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
مدحِ سیدنا صدیق اکبرؓ میں ایک روح پرور...	۷	خطبہ:... حضرت علی المرتضیٰؓ
بے مثال وراثت	۱۰	حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت ربیع بن زیاد حارثی رضی اللہ عنہ	۱۵	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا رحمۃ اللہ علیہ
حماس نے حملہ میں پہل کیوں کی؟	۱۹	جناب سکندر خاکی صاحب
خبروں پر ایک نظر	۲۱	ادارہ
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۶۴ فصل:.... ۸ ہجری کے سرایا

۹:.... سریہ ابوقتادہ بن حارث الربعی الانصاری السلمیؓ:.... اسی سال شعبان میں حضرت ابوقتادہ بن حارث الربعی الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ کا سریہ بنومحارب کے مقابلے میں غطفان بھیجا گیا، یہ لوگ ''خضرہ'' میں آباد تھے۔

خضرہ:.... بفتح خا، کسر ضاد، اور بعض نے خاء کے ضمہ اور ضاد کے سکون سے کہا ہے، یہ علاقۂ نجد میں بنومحارب کی زمین کا نام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سولہ رُفقاء کی معیت میں بھیجا، مقابلے میں ان کو فتح ہوئی، کافروں کے بہت سے آدمی قید کئے اور کوئی دوسو اُونٹ اور تقریباً دوہزار بکریاں پکڑ لائے خمس نکالنے کے بعد مالِ غنیمت ان پر تقسیم کیا گیا تو ہر شخص کے حصے میں تیرہ اُونٹ آئے۔

۱۰:.... سریہ ابوقتادہؓ:.... اسی سال آغازِ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فتحِ مکہ کے لئے تشریف لے جانے سے پہلے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا ایک اور سریہ (بطن اِضم) بھیجا گیا۔

اِضم:.... کسر ہمزہ اور ضاد معجمہ کے فتحہ اور میم کے ساتھ، مدینہ کی ایک وادی یا ایک پہاڑ کا نام ہے، جو مدینہ سے تین برید کے فاصلے پر واقع ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آٹھ افراد کی رفاقت میں بھیجا، مگر مقابلہ نہیں ہوا اور یہ حضرات صحیح سالم واپس آگئے، البتہ حضرت ابوقتادہؓ کے ایک رفیق حضرت محلّم بن جثامہ لیثی نے بنواشجع کے ایک شخص عامر بن اضبط نامی کو قتل کیا۔ اس کا بیان حوادث کے باب میں آئے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

۱۱:.... سریہ اُسامہ بن زیدؓ:.... اسی سال رمضان ہی میں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا سریہ حرقات جُہینَہ کی طرف بھیجا گیا، اسی سریہ میں حضرت اُسامہؓ کا وہ مشہور واقعہ پیش آیا کہ جنگ کے دوران کفار میں سے ایک شخص حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سامنے آیا تو آپؓ نے اسے قتل کرنے کے لئے تلوار اُٹھائی، اس نے ''لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ'' پڑھا مگر حضرت اُسامہؓ نے اسے قتل کردیا، جب مدینہ واپس ہوئے (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ماذا تصنع بلا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ؟'' ترجمہ: ''تو (قیامت کے دن) لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کا کیا کرے گا؟'' (یعنی جب تجھ پر قتلِ مسلم کا مقدمہ قائم ہوگا تو تیرے پاس اس کا کیا عذر ہوگا؟) حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا: میں نے جب اس پر تلوار اُٹھائی تو ڈر کے مارے اس نے کلمہ پڑھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ھلا شققت قلبہٗ؟'' ''تو نے اس کا دِل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا؟'' (کہ واقعی دِل سے کہتا ہے یا خوفِ مرگ کی بنا پر؟)۔

۱۲:.... سریہ سعد بن زید الاشہلیؓ:.... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ سے فارغ ہوئے تو رمضان ہی میں جبکہ اس کی چھ راتیں باقی تھیں (یعنی ۲۴ر رمضان ۸ھ کو) منات نامی بت کو ڈھانے کے لئے سعد بن زید الاشہلی رضی اللہ عنہ کا سریہ روانہ فرمایا، یہ مشلّل میں اوس وخزرج کا دیوتا تھا، چنانچہ وہ بیس سواروں کی معیت میں گئے اور اسے توڑ ڈالا۔ (جاری ہے)

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

استاذِ جامعہ مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

جامعہ علوم اِسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل اور استاذ، جامعہ کے رئیسِ ثالث حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ کے معتمد ورفیق کار، جامع مسجد قدسی (جمشید روڈ) کے امام وخطیب اور ہزاروں طلبہ کرام کے مشفق ومحبوب استاذ حضرت مولانا محمد زکریا بن عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اس دنیائے رنگ وبو میں ۵۵ بہاریں گزار کر ۲۴؍ربیع الاول ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱؍اکتوبر ۲۰۲۳ء بروز بدھ راہیِ عالمِ آخرت ہو گئے، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون، إن للہ ما أخذ ولہ ما أعطیٰ وکل شيء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش چاٹگام (بنگلہ دیش) میں ۱۹۶۸ء میں ہوئی۔ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۵ء تک بنگلہ دیش میں ہی درجہ ثانیہ تک کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۸۵ء میں اپنے ملک سے رختِ سفر باندھ کر برصغیر کی عظیم درس گاہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور درجہ ثالثہ وہاں پڑھا۔ ۱۹۸۶ء میں پاکستان آمد ہوئی، ایک سال (درجہ رابعہ) جامعہ رحمانیہ بفرزون میں پڑھنے کے بعد باقی درجات خامسہ تا دورہ حدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پڑھے اور ۱۹۹۳ء میں جامعہ سے سندِ فراغت حاصل کی۔ درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد تبلیغی جماعت میں ایک سال لگایا، پھر جامعہ میں بطور مدرس تقرر ہوا۔ تا دمِ حیات جامعہ میں اولیٰ سے لے کر درجہ سادسہ تک کی مختلف کتابوں کی تدریس کی خدمت سرانجام دی۔ تدریس کے دوران پہلے گل پلازہ صدر کی ایک مسجد میں، پھر وہاں سے جامع مسجد قدسی جمشید روڈ نمبر ۱ میں امام وخطیب مقرر ہوئے۔ درس وتدریس اور امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ اپنے اکابر کی زیر نگرانی تصنیفی وتحقیقی کاموں میں بھی حصہ لیتے رہے، چنانچہ ۱۹۹۵ء سے حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختارؒ کی شہادت (۱۹۹۷ء) تک تقریباً تین سال تک ''کشف النقاب'' کا کام کیا اور اب کئی سال سے دوبارہ ''کشف النقاب'' کے باقی ماندہ تحقیقی کام میں ایک اہم رکن کی حیثیت سے شریک رہے۔ ''معارف السنن'' کے موجودہ ایڈیشن کی پروف ریڈنگ اور اس کی تصحیح میں بھی حصہ لیا۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ کے کئی تراجم وتصانیف کی پروف ریڈنگ اور تصحیح بھی کی۔ اس کے علاوہ آپؒ نے مسواک کے فضائل پر ایک کتابچہ لکھا، جو بہت مقبول ہوا، اور عم پارہ کی نحوی ترکیب پر مشتمل مجموعہ بھی تالیف فرمایا۔

آپؒ کے ایک کان کی سماعت کا مسئلہ تھا، پھر دونوں کانوں کی قوتِ سماعت متاثر ہوئی، علاج معالجہ چلتا رہا، بھاری دوائیوں کی وجہ سے طبیعت مزید بگڑتی رہی، جسم کے دیگر اعضاء جگر وغیرہ بھی متاثر ہوتے گئے۔ تقریباً دو سال مستقل علالت میں گزرے۔ بالآخر ۲۴؍ربیع الاول ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱؍اکتوبر ۲۰۲۳ء بدھ کی شب کو ۵۵ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آگیا۔ اگلے دن ظہر کی نماز کے بعد جامعہ علوم اِسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف غزنوی دامت برکاتہم العالیہ کی امامت میں ان کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی، اور ناظم آباد پاپوش نگر کے قبرستان میں آپؒ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ آپ کی نمازِ جنازہ میں جامعہ کے طلبہ اور اساتذہ کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ آپ

کے پسماندگان میں ایک بیوہ، ایک بیٹی اور تین بیٹے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا کی تمام دینی خدمات کو قبول فرمائے، ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ تمام قارئین سے حضرت مولانا کے لیے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

جامعہ کے استاذ و امام جامع مسجد بنوری ٹاؤن کو صدمہ

جامعہ کی جامع مسجد کے سابق امام مولانا قاری سید رشید الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ اور جامعہ کے استاذ و امام وخطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن مولانا سید یوسف حسن طاہر، استاذ و نائب امام مولانا سید عتیق الحسن، استاذ و مؤذن مولانا سید مزمل حسن کی والدہ ماجدہ ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۸/نومبر ۲۰۲۳ء بروز منگل انتقال فرما گئیں۔ إنا للّٰہ و إنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ و لہ ما أعطی و کل شيء عندہ بأجل مسمّٰی۔ اللّٰھم اغفر لھا وارحمھا وعافھا واعف عنھا وأکرم نزلھا ووسع مدخلھا۔ آمین۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور صاحبزادگان اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین۔

حضرت بنوریؒ کی نواسی صاحبہ کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر پنجم، تحریک ختم نبوت 1974ء کے قائد، فاتحِ قادیانیت، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بانی محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کی نواسی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ کی پوتی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ثانی وجانشینِ بنوری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ کی بڑی صاحبزادی، جناب حافظ محمد انور کی اہلیہ، پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی، وفاق المدارس العربیہ سندھ کے میڈیا کوآرڈینیٹر مولانا طلحہ رحمانی، برادر مولانا اسامہ رحمانی، دارالافتاء جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رفیق و استاذ مفتی حذیفہ رحمانی زید مجدہم کی بڑی ہمشیرہ 7/ جمادی الاخریٰ 1445ھ مطابق 21/ دسمبر 2023ء شبِ جمعہ کو شیفیلڈ برطانیہ میں انتقال فرما گئیں، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ و کل شیئ عندہ باجل مسمّٰی!

مرحومہ کچھ عرصہ سے خاصی علیل تھیں، شاید جواں سالہ بیٹے حافظ محمد سفیان کی وفات کا اثر کافی گہرا تھا، اس کے بعد زیادہ بیمار بھی رہنے لگی تھیں (اللہ تعالیٰ ان کی بیماری کی تکلیفوں کو ان کے لیے رفع درجات وکامل مغفرت کا ذریعہ بنائے، آمین)

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ نے اپنی اس بڑی صاحبزادی کا نکاح برطانیہ میں مقیم اپنے بھائی مولانا عبید الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادے حافظ محمد انور سے کردیا تھا، چنانچہ نکاح کے بعد وہ برطانیہ رخصت ہوگئیں، بڑی نسبتوں کی حامل تھیں، وہ ایک طرف محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کی نواسی تھیں تو دوسری طرف حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری قدس سرہ کی پوتی بھی تھیں، ان کے شوہر (مرحومہ کے چچازاد) حافظ محمد انور صاحب زید مجدہ بھی حضرت کامل پوری کے پوتے تھے، مولانا عبید الرحمٰن رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے حافظ محمد انور ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں، جنہوں نے برطانیہ میں دینی خدمات اور خاص طور پر ختم نبوت کے حوالہ سے نمایاں اور ممتاز خدمات انجام دیں۔

مرحومہ نفس مطمئنہ کا مظہر تھیں، جن کی زندگی بھی مثالی تھی اور موت کی صورت میں فراق بھی قابل رشک بن گیا کہ جمعہ کی مبارک شب میں وصال ہوا۔ ختم نبوت کی مجاہدہ ہونے کے ساتھ ساتھ بالخصوص برطانیہ اور بالعموم دنیا بھر کے خدام ختم نبوت کے لیے مثل سائبان تھیں۔ مہمان نوازی اور اکرام اس خانوادے کا ہمیشہ سے خاصہ رہا ہے جو ان کی امتیازی شان میں مزید نکھار کا سبب ہے۔ (باقی صفحہ 14 پر)

مدحِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ایک ایمان افروز ورُوح پرور خطبہ

خطبہ: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی منقصت کو بعض لوگ اپنے دین ومذہب کی بڑی خدمت اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کی محبت تصور کرتے ہیں۔ لیکن کاش وہ عقل وانصاف کی روشنی میں دیکھتے کہ وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ جنہیں یہ لوگ سب سے بڑا امام آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ تمام انبیاء سے افضل اور نعوذ باللہ بعض احمق تو خدا تک سمجھتے ہیں، خلیفہ اوّل کی مدح میں کیسے رطب اللسان ہیں:

مادح خورشید مداح خود است
کیں دو چشم روشن و نامرد است

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سنی تو انا للہ وانا الیہ راجعون! پڑھ کر ان کے مکان پر یہ فرماتے ہوئے تشریف لائے:

الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ: آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔

جس مکان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی میت تھی اس کے دروازہ پر کھڑے ہوکر ذیل کا بلیغ خطبہ دیا جو فی الحقیقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اوصاف باطنی وظاہری اور ان کے مراتب وفضائل کا مکمل آئینہ ہے۔ اس خطبہ سے اندازہ ہوگا کہ حضرت سیدنا شیر خدا کے دل میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظمت ومحبت کس قدر تھی۔

ترجمہ خطبہ: ''اے ابوبکر! تم پر رحمت خدا کی، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب مونس سرور معتمد رازدار مشیر تھے۔ تم مسلمانوں میں سب سے پہلے ایمان لائے، تمہارا ایمان سب سے زیادہ خالص اور تمہارا یقین سب سے استوار تھا۔ تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے اور سب سے بڑھ کر دین کے لئے نفع رساں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سب سے زیادہ حاضر باش، اسلام پر سب سے زیادہ شفیق، اصحاب رسول اللہ کے لئے سب سے زیادہ بابرکت، رفاقت میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ صاحب مناقب، فضائل کی دوڑ میں سب سے آگے، درجہ میں سب سے بلند، سب سے قریب وسیلہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ سیرت میں، ہیئت میں، مہربانی میں اور فضل میں، قدر ومنزلت میں سب سے بلند اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک سب سے بڑھ کر معتمد۔ اللہ تعالیٰ تم کو اسلام کی جانب سے جزاء خیر دے اور اپنے رسول کی جانب سے، تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ سمع وبصر تھے۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت سچا مانا جب سب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹا کہا۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے اپنی وحی میں تمہارا نام صدیق رکھا۔

چنانچہ فرمایا: اور وہ جو سچ کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی، لانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصدیق کرنے والا صدیق رضی اللہ عنہ۔ تم نے حضور کے ساتھ اس وقت غم خواری کی جب اوروں نے تنگ دلی کی، جب لوگ مصائب کے وقت مدد سے بیٹھ رہے تھے، تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد پر قائم رہے، سختی میں تم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہترین رفاقت کی۔ تم دو میں ایک تھے اور غار میں رفیق اور وہ شخص جس پر اللہ تعالیٰ نے (سکینہ) تسکین قلب نازل فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہجرت میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ دین الٰہی میں اور امت میں۔ جب لوگ مرتد ہوگئے تو تم نے بہترین خلافت کی اور امر الٰہی کی تم نے وہ حفاظت کی جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہیں کی۔ جب تمہارے ساتھی سستی کرنے لگے تو تم اٹھ کھڑے ہوئے اور جب وہ دب گئے تو تم دلیر ہوگئے اور جب وہ کمزور ہوگئے تو تم قوی رہے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ سے اس وقت چمٹے رہے جب لوگ مضطرب ہوگئے۔ اگرچہ اس سے منافقین کو غصہ، کفار کو رنج، حاسدوں کو کراہت اور باغیوں کو غیظ وغضب تھا۔ تاہم تم بلانزاع وتفرقہ خلیفہ برحق تھے۔ تم دین الٰہی پر قائم رہے جب لوگ بزدل ہوگئے اور جب وہ گھبرا اٹھے تو تم ثابت قدم رہے اور جب وہ رک گئے تو تم نورِ الٰہی کی روشنی میں رواں رہے۔

پھر انہوں نے بھی تمہاری پیروی کی اور منزل پر پہنچ گئے۔ تمہاری آواز سب سے پست،

تمہارا تفوق سب سے اعلیٰ، تمہارا کلام سب سے زیادہ باوقار، تمہاری گفتگو سب سے زیادہ باصواب، تمہاری خاموشی سب سے زیادہ طویل اور تمہارا قول سب سے زیادہ بلیغ تھا۔ تمہاری ذات سب سے شجاع اور معاملات سے سب سے زیادہ واقف اور عمل میں سب سے زیادہ بزرگ تھی۔ واللہ! تم اہل دین کے سردار تھے۔ جب لوگ دین سے ہٹے تو تم آگے بڑھے اور جب وہ دین پر جھکے تو تم پیچھے پیچھے تھے، تم اہل ایمان کے مہربان باپ تھے، اس مہر پدری سے وہ تمہاری اولاد بن گئے، جن بھاری بوجھوں کو وہ نہ اٹھا سکے ان کو تم نے اٹھایا جوان سے فروگزاشت ہوئی اس کی تم نے نگہداشت کی جو چیز انہوں نے کھودی اس کی تم نے حفاظت کی، جو انہوں نے نہ جانا وہ تم نے سکھایا۔ تم نے جانبازی کی، جب وہ عاجز ہوگئے تم ثابت قدم رہے، جب وہ گھبرا گئے تم نے دادخواہوں کی دادرسی کی، وہ اپنی رہ نمائی کے لئے تمہاری رائے کی جانب رجوع ہوئے اور کامیاب ہوئے، تمہارے ذریعہ سے ان کو وہ ملا جس کا انہیں گمان نہ تھا۔ تم کافروں کے لئے بارش عذاب و آتش سوزاں تھے اور مومنوں کے لئے رحمت امان وپناہ۔ تم نے اوصاف کی فضا میں پرواز کی، ان کا خلعت پالیا ان کے محاسن کے لئے اور فضائل کی بازی جیت لی۔ تمہاری دلیل کو شکست نہیں ہوئی اور تم نے بزدلی نہیں کی۔ تمہارا دل نہ کج ہوا اور نہ پھرا۔ تم اس پہاڑ کی مثل تھے جس کو نہ شدائد ہلا سکتے ہیں اور نہ ہوا کے طوفان ہٹا سکتے ہیں۔ تم بقول آں حضرت ﷺ رفاقت اور مال میں سب سے زیادہ منت افزا تھے اور بقول آپ ﷺ کے بدن کے ضعیف تھے۔ حکم الٰہی میں قوی، خود اپنے ذہن میں ناچیز، اللہ تعالیٰ کے نزدیک گرامی قدر، انسانوں کی نگاہوں میں باجلال اور دلوں میں باوقعت تھے۔ تمہاری نسبت کسی کو آنکھ مارنے کی مجال نہیں تھی اور نہ کوئی طعن کا موقع پا سکتا تھا، کسی کے لئے تم محل طمع نہ تھے اور نہ مخلوق میں کسی کی رعایت بے جا کر سکتے تھے۔ عاجز اور ذلیل تمہارے نزدیک قوی اور معزز تھا کہ تم اس کا حق لے کر مانتے تھے اور زبردست تمہارے سامنے کمزور ناچیز تھا کہ تم اس سے حق لے کر رہتے تھے۔ اس معاملہ میں قریب وبعید سب تمہاری نظر میں برابر تھے۔ تمہارا سب سے زیادہ مقرب وہ تھا جو خدا کا سب سے زیادہ فرماں بردار اور سب سے زیادہ پرہیزگار تھا۔

تمہاری شان حق راستی اور نرمی تھی۔ تمہارا قول اور حکم قطعی تھا۔ تمہارے حکم میں حلم تھا اور حزم رائے میں دانائی تھی اور عزم ان اوصاف وفضائل

نبیوں کے سوا انسانوں میں، اے سب سے مکرّم کیا کہنے

شاعرِ اسلام جناب سیّد سلمان گیلانی

اے یارِ رسول ہردو سَرا، صدیق مکرمؓ کیا کہنے
اے قبر کے ساتھی کیا کہنے، اے غار کے ہمدم کیا کہنے

ہر مرحلے میں ہر معرکے میں محبوبِ خدا کے ساتھ رہا
اے عشق کے پیکر کیا کہنے، اے صدقِ مجسّم کیا کہنے

”اَکمَلتُ لَکُم“ کی آیت پر، بے ساختہ آنسو بہہ نکلے
جس راز کو کوئی پا نہ سکا، اس راز کے محرم کیا کہنے

اللہ اللہ عظمت تیری، یہ شان تیری سبحان اللہ
نبیوں کے سوا انسانوں میں، اے سب سے مکرّم کیا کہنے

تجھ سے ہے بہارِ گلشنِ دیں، اے زینتِ بزمِ شرعِ متیں
گردُونِ وفا و الفت کے، اے نیّرِ اعظم کیا کہنے

اللہ کی نصرت سے تو نے، ایمان کی غیرت سے تو نے
ہر باغی کا ہر سرکش کا، خم کر دیا پرچم کیا کہنے

سو جان سے ہے تسلیم ہمیں، عظمت تیری عزت تیری
امت کی امامت خود بخشیں سرکارِ دو عالم ﷺ کیا کہنے

صدیقؓ کا جس جاہ ذکر چھڑے، صدیقؓ کا جس جاہ نام آئے
رحمت وہاں نازل ہوتی ہے، گیلانی دما دم کیا کہنے

انتخاب:... مولوی محمد قاسم، خادم ختم نبوت

کی قوت سے تم نے باطل کو اکھیڑ کر پھینک دیا۔ اس کے بعد راستہ صاف تھا، مشکل آسان تھی (اور فتنہ وفساد کی) آگ سرد، دین تمہاری مدد سے اعتدال پر آ گیا، ایمان تمہاری وجہ سے قوی ہو گیا، اسلام اور مسلمان مضبوط ہو گئے اور فرمان الٰہی غالب آیا، اگرچہ کفار کو یہ سخت ناگوار تھا۔ اس حسن خدمت میں واللہ تم بہت آگے نکل گئے اور اپنے جانشین کو سخت دشواری میں ڈال دیا اور اعلانیہ خیر کے مراتب پالئے۔ تمہاری شان آہ وبکا سے ارفع ہے اور تمہارا ماتم آسمان پر عظیم ہے اور تمہاری مصیبت نے لوگوں کی کمر توڑ دی، تمہاری مصیبت پر ہم انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ قضائے الٰہی پر رضامند ہیں اور اس کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔ واللہ! رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمہاری وفات سے بڑھ کر مسلمانوں پر کبھی کوئی مصیبت نہیں پڑے گی۔ تم دین کی عزت، حفاظت اور پناہ تھے، مسلمانوں کی جمعیت قلعہ اور جائے پناہ اور منافقین کے حق میں سختی اور غصہ۔ اس کی جزاء میں اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے نبی ﷺ سے ملا دے اور ہم کو تمہارے اجر سے محروم اور تمہارے بعد گمراہ نہ فرمائے۔ ہم پھر انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔“

راوی کا بیان ہے کہ جب تک سیدنا حضرت علیؓ خطبہ دیتے رہے سب آدمی خاموش رہے۔ جب خطبہ ختم ہوا تو اس قدر روئے کہ آواز بلند ہوگئی اور بالاتفاق کہا کہ: ”اے رسول اللہ ﷺ کے خویش آپ نے سچ فرمایا۔“ (الریاض النظرہ فی مناقب العشرہ ج۱،ص ۲۶۲ تا ۲۶۴ مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

”قال عبداللّٰہ بن جعفرؓ ولینا ابوبکر فکان خیر خلیفة اللّٰہ وارحمه وارضاه علینا“ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے فرمایا کہ: ابوبکر ہم پر والی ہوئے تو اس شان سے کہ مخلوق الٰہی میں سب سے بہتر تھے اور ہم پر سب سے زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ ہم سے خوش تھے۔ (الحاکم)

”قال ابومریم کنت بالکوفة فقام الحسن بن علی خطیباً فقال ایها الناس رأیت البارحة فی منامی عجباً رأیت الرب تعالٰی فرق عرشه فجاء رسول اللّٰہ ﷺ حتی قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء ابوبکرؓ فوضع یده علی منکب رسول اللّٰہ ﷺ ثم جاء عمر ووضع یده علی منکب ابی بکر ثم جاء عثمان فکان بیده رأسه فقال رب سل عبادک فیم قتلونی فانبعث من السماء میزابان من دم فی الارض قال فقیل لعلیؓ الاتریٰ مایحدث به الحسن قال یحدث بمارایٰ“

ابومریم کا بیان ہے کہ میں کوفہ میں تھا حسن بن علیؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا کہ: اے لوگو! رات میں نے ایک عجب خواب دیکھا، میں نے رب کریم کو عرش پر دیکھا اسی عرصہ میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس قیام فرمایا پھر ابوبکرؓ آئے اور دوش مبارک پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر عمرؓ آئے اور ابوبکر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر عثمانؓ آئے ان کے ہاتھ میں ان کا سر تھا۔ عرض کیا: الٰہی اپنے بندوں سے پوچھ کہ انہوں نے مجھ کو کس قصور میں قتل کیا۔ اس کہنے پر آسمان سے دوخون کے پرنالے زمین پر بہنے لگے۔ یہ خطبہ سن کر لوگوں نے سیدنا حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں حسن کیا کہتے ہیں۔ فرمایا جو دیکھا وہ کہتے ہیں۔ (ابویعلی)

”قال ابوجعفر مارأیت من اهل بیتی الا وهو یتولهما“ حضرت امام باقر کا قول ہے کہ میں نے کسی کو اپنے اہل بیت میں سے نہیں دیکھا جو ان دونوں (حضرت ابوبکر وحضرت عمر) سے محبت نہیں رکھتا تھا۔

”عن ابی حفصة قال سألت محمد بن علی وجعفر بن محمد عن ابی بکر وعمر فقالا اماماً عدل نتولهما نتبرّٔ من عدوهما ثم التفت الٰی جعفر بن محمد فقال یا سالم ایسب الرجل جده ابوبکر الصدیق جدی لاتنال الشفاعة جدی محمد ﷺ ان لم اکن اتولهما واتبرو من عدوهما“

ابی حفصہ سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن حنفیہ اور امام جعفر صادق سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کی نسبت رائے طلب کی دونوں نے کہا کہ وہ دونوں امام عادل تھے ہم ان کو دوست رکھتے اور ان کے دشمن سے بیزار ہیں۔ پھر امام جعفر صادق نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ: اے سالم! کیا کوئی انسان اپنے جد کو گالی دے سکتا ہے؟ ابوبکر صدیقؓ میرے جد ہیں۔ مجھ کو میرے جد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں ان دونوں سے محبت نہ رکھتا ہوں اور ان کے دشمنوں سے بیزار نہ ہوں۔

”وعن ابی جعفر من جهل افضل ابی بکر وعمر جهل السنة“ حضرت امام باقر سے روایت ہے کہ جو شخص حضرت ابوبکر اور حضرت

(باقی صفحہ 13 پر)

بے مثال وراثت

حضرت مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

''۱۱/ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ (مطابق ۲۲/ مارچ ۱۹۸۶ء) صبح گیارہ بجے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں بخاری شریف کی آخری حدیث کے درس کے موقع پر جامعہ کے اس وقت کے مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن v نے نہایت مؤثر اور مدلل خطاب فرمایا، جو بعد میں ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے کاغذ پر منتقل کرلیا گیا۔ افادۂ عام کی غرض سے قارئین ہفت روزہ کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔'' (ادارہ)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا، اُسے خوبصورت سانچے میں ڈھالا، ظاہری خوبیوں کے ساتھ باطنی کمالات سے بھی نوازا، اُسے عقل وشعور اور اِدراک کی قوت عطا کی، اپنی مخلوق میں سب سے بہتر اور اشرف قرار دیا، حتیٰ کہ اپنی معصوم مخلوق فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنا خلیفہ بنایا اور علم کی دولت سے مالا مال کرکے اس کی برتری ثابت کی، پوری کائنات کو اس کی خدمت پر مامور کردیا اور اس انسان کی جسمانی وروحانی تربیت کا مکمل انتظام کیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے، مگر اسی پر اکتفا نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم پر مزید فضل فرمایا کہ ہمیں مسلمان بنایا اور اس اُمت کا فرد بنایا جو سب سے بہتر اُمت ہے، اس سے بھی بڑھ کر یہ کرم فرمایا کہ ہمیں طالب علم بنایا، وہ طالب علم جس کے پاؤں کے نیچے فرشتے پَر بچھاتے ہیں، جس کے لیے ہر مخلوق دعا کرتی ہے، حتیٰ کہ مچھلی پانی میں اور چیونٹی اپنی بل میں اس کے لیے دعا گو ہوتی ہے اور سب سے بڑی نعمت یہ عطا فرمائی کہ حدیث کا طالب علم بنایا، آج آپ کے لیے کس قدر مسرت وخوشی کا دن ہے اور یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ ''أصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ'' (اللہ کی کتاب کے بعد صحیح ترین کتاب) بخاری شریف کی آپ نے تکمیل کی، اس کا آخری سبق پڑھا، صرف بخاری ہی نہیں، بلکہ صحاحِ ستہ کے علاوہ موطا امام مالک، موطا امام محمد اور امام طحاویؒ کی کتاب الآثار بھی پڑھ چکے ہو۔ اللہ پاک نے آپ کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وارث بنادیا، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''علماء انبیاء کے وارث ہیں۔'' آپ بہت خوش قسمت ہیں، آپ کو کسی حکومت، کسی سرمایہ دار، کسی جاگیردار کی وراثت نہیں ملی، آپ کو شداد، فرعون، نمرود اور قارون کی وراثت نہیں ملی، بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وراثت آپ کے حصہ میں آئی ہے، آج اللہ پاک نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وراثت کا تاج آپ کے سروں پر رکھ دیا، وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کا مقام بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد انبیاء علیہم السلام ہی کا درجہ ہے، انبیاء علیہم السلام کا مقام تو بہت بلند ہے، حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں بیٹھنے والے، آپ ﷺ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو جلا بخشنے والے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام بھی اس قدر اَرفع اور بلند ہے، جس کی کوئی انتہا نہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے! ایک مرتبہ کسی نے اپنے وقت کے جلیل القدر محدث حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ: امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بلند ہے یا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا؟ آپؒ نے فرمایا: ''امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس گھوڑے پر سوار ہوکر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد کیا ہے، اس گھوڑے کی ناک اور نتھنوں میں جو غبار داخل ہوا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اس کے برابر بھی نہیں۔''

یہ کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں، بلکہ ایک حقیقت ہے، حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کوئی شاعر نہیں تھے، بلکہ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث اور جید عالم تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اللہ والے، صاحبِ علم اور علم دوست تھے، بڑی خوبیوں کے مالک۔ ان کو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے اور ان کے

بے مثال دورِ حکومت کو خلافتِ راشدہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، ان کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے، مگر چونکہ صحابی نہیں تھے، انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت نہیں کی تھی، اس لیے صحابی کے برابر نہیں ہوسکتے۔ بڑے سے بڑا عالم، شیخِ وقت، قطب وابدال کوئی بھی ایک ادنیٰ صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ مقام ہے تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مقام تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت بلند ہے، ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وارث اللہ نے آپ کو بنایا، آپ کو وراثت میں دولت نہیں ملی، جاگیر نہیں ملی، بلکہ علم کا خزانہ آپ کے ہاتھ آیا ہے اور اتنی بڑی دولت اور نعمت ہے کہ دنیا کی تمام دولت اور ہر نعمت اس پر قربان کی جاسکتی ہے اور اتنی بڑی نعمت کے مل جانے پر آپ کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے آخر میں جو حدیث ذکر کی: ”سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم“ جس کی تشریح وتوضیح شیخ الحدیث مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن صاحب مدظلہ العالی ابھی فرمارہے تھے اور اسی حدیث پر کتاب ختم ہوئی ہے، یہ حمد کی حدیث ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی پاکی اور اللہ کی حمد وثنا ہے۔ اس حدیث کو آخر میں بیان کرکے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس نعمت کا شکریہ ادا کیا ہے اور آپ کو بھی شکرِ خداوندی کی ترغیب دی ہے، آپ پر بھی واجب اور ضروری ہے کہ اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر ادا کریں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت اونچی شخصیت کے مالک تھے، آپ کے علمی مقام کا اندازہ اس سے لگائیے کہ چھ لاکھ احادیث کے ذخیرہ سے صحیح احادیث منتخب کرکے یہ کتاب تصنیف فرمائی، حتیٰ کہ اپنے وقت میں احادیث کی صحت وضعف کو پرکھنے کے لیے علماء کی نظر میں آپ ایک کسوٹی کی حیثیت رکھتے تھے۔

آپ کے زہد کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ بیمار ہوگئے، تشخیصِ مرض کے لیے اطباء کو جب ان کا قارورہ دکھایا تو اطباء نے قارورہ دیکھ کر کہا کہ یہ تو ایسے راہب کا قارورہ معلوم ہوتا ہے جس نے عرصۂ دراز سے سالن استعمال نہ کیا ہو۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ چالیس سال سے سالن استعمال نہیں کیا، صرف جَو کی سوکھی روٹی کھایا کرتے تھے۔ حکماء کے اصرار پر صرف یہ منظور کیا کہ جَو کی روٹی کے ساتھ صرف تین بادام استعمال کریں گے، یہی ان کا سالن تھا۔

ان کا علمی مقام اپنی جگہ پر مسلّم، انہوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ علم حاصل کیا، بلکہ اس علم کی لاج بھی رکھی، آج کل اس چیز کی بہت کمی ہے، حالانکہ یہ بہت ضروری ہے کہ جب اللہ نے علم عطا فرمایا ہے تو اس کی لاج بھی رکھے، علم کی عزت کرے، اس کی توہین نہ کرے، اسے بے عزت نہ کرے، کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی وجہ سے علم بدنام ہو، اس کی تذلیل ہو۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کے ذمے پچیس ہزار درہم تھے اور وہ مسلسل ٹال مٹول کررہا تھا، دینا ہی نہیں چاہتا تھا، اس زمانے میں یہ بہت بڑی رقم تھی۔ امام صاحبؒ کے کسی دوست نے مشورہ دیا کہ حاکمِ وقت آپ کا معتقد ہے، آپ کے متعلقین میں سے ہے، آپ اگر اشارہ بھی کردیں تو آپ کی یہ رقم وصول ہوجائے گی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: وہ میرے علم کی وجہ سے میرا معتقد ہے، میں اپنے علم اور دین کو دنیا کے کسی کام کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتا، نہ اس سے دنیا کا کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ حکمرانوں کا حال تو یہ ہے کہ جب وہ کسی کا کوئی کام کرتے ہیں تو اس کا بدلہ بھی چاہتے ہیں، آج وہ میرا یہ کام کردیں گے، کل مجھ سے اپنا کوئی کام لیں گے، دنیا کا کوئی کام میرے سپرد کریں گے اور میں دین کو چھوڑ کر کبھی دنیا اختیار نہیں کرسکتا۔ تو علم کا وقار اور اس کا تحفظ بھی آپ کی ذمہ داری ہے، آپ اس کا وقار بلند کریں، اسے ذلیل ورسوا ہونے نہ دیں۔

جیسا کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا کہ: اللہ پاک نے آپ کو عالم بنادیا، آپ فارغ التحصیل ہوگئے، مگر اس پر غرور نہ کرنا اور یہ نہ سمجھنا کہ ہم تو اب عالم بن گئے، اب علم سیکھنے کی ضرورت نہیں، جس دن یہ خیال ذہن میں آگیا تو سمجھ لینا کہ یہ سب سے بڑی جہالت ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو ”إمام دار الهجرة“ کے لقب سے مشہور ہیں، آپ اپنے وقت کے مجتہد تھے، ہزاروں آدمی آپ کے مقلد تھے، خصوصاً مغرب کے لوگ تو اکثر آپ کے مقلد تھے۔ مغرب سے ان کے مقلدین کا ایک وفد چالیس مسائل لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے یہ مسائل پوچھے، آپ نے ان میں سے صرف چار مسئلوں کا جواب دیا، باقی چھتیس مسائل کے جواب میں آپ نے ”لا أدري“ (میں نہیں جانتا) فرمایا۔ آج کل تو ایک مرض یہ بھی ہے کہ اپنی علمیّت اور قابلیت ضرور ظاہر کی جاتی ہے، کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو اس کا جواب ضرور دیا جاتا ہے، چاہے غلط ہی کیوں نہ ہو، اور یہ کہنے میں سبکی محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں اس کا جواب نہیں معلوم، حالانکہ یہ بہت بڑا جہل ہے، بلکہ ڈبل جہل۔ اگر کوئی بات معلوم نہ ہو تو کہہ دینا چاہیے کہ مجھے معلوم

نہیں۔ یہ اعتراف واقرار کرنا بھی ایک طرح کا علم ہے اور ابھی تو آپ کی ابتدا ہے، ابھی تو آپ میں صرف یہ صلاحیت پیدا ہوئی ہے کہ آپ کتاب سمجھ سکتے ہیں، اس سے مسئلہ معلوم کر سکتے ہیں۔

جو علم آپ نے حاصل کیا، اس کا مطالبہ اور تقاضا یہ ہے کہ آپ اس پر عمل پیرا ہوں، آپ کے اخلاق بلند ہوں، تکبر وغرور سے آپ دور ہوں، علم، تواضع اور انکساری چاہتا ہے۔ ہمارے اس ادارے کے بانی اور مؤسس محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ جن کی شخصیت، جن کے اخلاق، جن کے اخلاص سے آپ واقف ہیں، جنہوں نے کس حال میں اس مدرسہ کی بنیاد رکھی، اسباب و وسائل سے تہی دامن تھے، مگر اخلاص وللّٰہیت اور خدا پر اعتماد کی دولت سے آپ کا دامن لبریز تھا، اسی کو بنیاد بنا کر یہ کام شروع کیا، کس حال میں شروع کیا تھا اور کس طرح اللہ نے کامیابیوں سے نوازا، یہ سب آپ کے سامنے ہے، میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ یہی حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اپنے ہاتھ سے آپ کے یہ بیت الخلاء صاف کیا کرتے تھے، اسی قسم کا ایک واقعہ آپ کے شیخ الشیخ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، آپ ٹرین میں سفر کر رہے تھے، ہر طرح کے لوگ اس میں سوار تھے، مسلمان بھی اور غیر مسلم بھی، ایک ہندو جو آپ کے برابر میں ہی بیٹھا ہوا تھا، قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء گیا، مگر ناک بھوں چڑھاتا ہوا واپس آ گیا کہ وہ تو بہت گندہ استعمال کے قابل نہیں، تھوڑی دیر میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ چپکے سے اُٹھے اور جا کر اپنے ہاتھوں سے اس طرح صاف کر دیا، کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا تھا کہ تھوڑی دیر پہلے یہاں غلاظت کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے اور اس ہندو سے کہا: آپ کو تقاضا تھا، آپ چلے جائیے، اس نے کہا: نہیں، وہ تو بہت گندہ ہے، آپ نے فرمایا: نہیں، وہ تو بالکل صاف ہے، میں ابھی ہو کر آیا ہوں، جب وہ ہندو وہاں گیا تو دیکھ کر حیران رہ گیا اور سمجھ گیا کہ اسی شخص نے یہ صاف کیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اسٹیشن آیا تو وہ ہندو اُتر کر دوسرے ڈبے میں سوار ہو گیا اور کہنے لگا: اگر تھوڑی دیر میں اور اُن کے پاس بیٹھتا تو مسلمان ہو جاتا۔ یہ تھے ہمارے اکابر اور بزرگ جو اس قدر بلند اخلاق کے مالک تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ جب ہم ان کے نام لیوا ہیں تو ان کے سے اخلاق بھی اپنے اندر پیدا کریں، تواضع اور انکساری اختیار کریں، تکبر اور اَکڑ سے کچھ نہیں ہوتا، بلکہ یہ انسان کی ذلت ورسوائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ہمارے اکابر کو جو بلند مقام حاصل ہوا وہ اسی تواضع اور اخلاقِ عالیہ کی بدولت۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اُسے بلند کرتا ہے۔''

فارغ ہونے کے بعد ایک بہت بڑا اور اہم مسئلہ معاش کا سامنے آتا ہے اور ہر ایک یہ سوچتا ہے کہ میں کھاؤں گا کہاں سے؟ اس سلسلہ میں ظاہری اسباب کے طور پر ہر ایک کو باعزت ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس میں معاش کا مسئلہ بھی حل ہو اور علم کا وقار بھی بحال رہے، دین کی خدمت بھی ہوتی رہے۔ اس بارے میں ایک واقعہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں:

دار العلوم دیوبند کے سب سے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے صاحبِ دل اور مجذوب تھے، بہت بڑے بزرگ تھے، ایک دن کلاس میں آئے یہ کہتے ہوئے: ''منوا کر چھوڑا، منوا کر چھوڑا۔'' پوچھا گیا: حضرت! کیا منوا کر چھوڑا؟ اور کس سے منوایا؟ فرمایا: ''میں ایک عرصہ سے یہ دعا کرتا رہا کہ: ''اے اللہ! جو بھی اس دار العلوم دیوبند سے فارغ ہو اُسے معاشی لحاظ سے کبھی تنگی میں مبتلا نہ کر، یہ دعا میں ہمیشہ کرتا رہا، مگر آج تو اللہ پاک سے منوا کر ہی چھوڑا، آج اللہ نے میری دعا قبول فرمالی۔''

ہمارا بھی اسی دار العلوم دیوبند سے تعلق ہے، اور یہ بھی بتادوں کہ ہمارے حضرتؒ نے بھی اس ادارے، اس میں پڑھنے والے، اس کے متعلقین اور اس کے معاونین اور اس کے مخلصین سب کے لیے اس قدر دعائیں کی ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں اور بس دیکھتا ہوں کہ آج جہاں کہیں بھی اس ادارے کے فضلاء دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں دنیا کے لحاظ سے کبھی تنگی نہیں ہوئی۔ آپ بھی یہ عزم کر لیجئے کہ ہم دین کی خدمت کریں گے تو انشاء اللہ! کبھی آپ کو تنگی نہیں ہوگی۔ ہم نے بہت سے ایسے ساتھیوں کو دیکھا ہے جن کی علمی استعداد بہت کم تھی، مگر جب وہ اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت میں مصروف ہوئے تو اللہ تعالیٰ ان سے دین کی خدمت بھی لے رہا ہے اور دنیا کے اعتبار سے بھی وہ اچھی حالت میں ہیں۔

طالب علم اور اس کے فضلاء تو تنگی میں کیوں کر مبتلا ہوں گے؟! اس کے ساتھ تعاون کرنے والوں کو اللہ نے بے انتہا نوازا۔ جامعہ کے مخلصین میں سے ایک حضرت کے پاس آ کر بار بار یہ کہتے تھے کہ: ''اس مدرسہ کی خدمت کی برکت سے اللہ نے مجھے بہت دیا۔'' اور حضرت اپنے ساتھیوں

سے فرماتے تھے کہ: ”اللہ نے اسے اس قدر نوازا ہے کہ یہ ضبط نہیں کر پارہا اور اس کا اظہار کرنے پر مجبور ہے۔“

آپ بھی معاشی مسئلہ سے پریشان نہ ہوں، دین کے سپاہی بن جائیں اور دین کی خدمت کا عزمِ مصمم کرلیں تو یہ سب مسئلے حل ہوجائیں گے۔

حدیث پڑھنے والوں کے لیے تو بشارتیں ہیں، ان کے لیے حضور اکرم ﷺ نے دعائیں فرمائی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی، اس کو یاد کیا اور پھر جیسے سنا تھا اسی طرح دوسروں کو پہنچا دیا۔“

حضور اکرم ﷺ کے الفاظِ قدسیہ جو یاد کرتے ہیں، ان کی حفاظت کرتے ہیں، ان کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں، ان کے لیے آپ ﷺ کی یہ دعا ہے اور یہ بہت بڑا شرف ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما۔“ صحابہؓ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے پیغمبر! آپ کے خلفاء کون ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میری احادیث یاد کرتے ہیں اور لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔“

علمِ دین حاصل کرنے والوں کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو علم کے راستہ پر چلتے ہیں اللہ ان کے لیے جنت کا راستہ آسان کردیتا ہے۔“ اس بشارت میں جس طرح علم دین حاصل کرنے والے داخل ہیں، اسی طرح وہ لوگ بھی داخل ہیں جو حصولِ علم کے سلسلہ میں کسی بھی طرح کی اعانت کرتے ہیں۔

ایک بہت بڑا انعام آپ پر یہ ہوا کہ آپ کو ”سندِ حدیث“ مل گئی۔ ”سندِ حدیث“ کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کا اتصال ہوگیا، نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کا جوڑ قائم ہوگیا، کیونکہ ہم نے یہ علم اپنے اساتذہ سے حاصل کیا، ہمارے اساتذہ نے اپنے اساتذہ سے، اسی طرح سلسلہ درسلسلہ ہر ایک نے اپنے اساتذہ سے یہ علم حاصل کیا، تبع تابعینؒ نے تابعینؒ سے، تابعینؒ نے صحابہ کرامؓ سے، صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم ﷺ سے اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے یہ علم سکھایا، تو اللہ پاک عطا کرنے والے ہیں اور حضور اکرم ﷺ اس کے تقسیم کرنے والے ہیں۔

یاد رکھو کہ جب تک کوئی یہ علم دین کسی کے سامنے زانوئے تلمّذ تہہ کرکے نہیں سیکھے گا، کسی کی باقاعدہ شاگردی اختیار کرکے اس سلسلہ میں داخل نہیں ہوگا، اس وقت تک نہ یہ علم حاصل کیا جاسکتا ہے، نہ اس کی برکات وفیوضات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ صرف مطالعہ کرنے اور تراجم پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، جو ایسا کرتا ہے وہ ضلالت وگمراہی میں جا پڑتا ہے، اس علم سے فائدہ حاصل کرنے کے بجائے وہ نقصان اُٹھاتا ہے اور بغیر کسی استاذ کے حاصل کیا جانے والا علم بسا اوقات الحاد وزندقہ کا سبب بنتا ہے۔

یہ ان مدارس کی برکت ہے کہ وہ اس طرح حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جوڑ قائم کرتے ہیں اور وہ علم عطا کرتے ہیں جو ہدایت ورہنمائی کا سبب بنتا

بقیہ:...مدحِ سیدنا ابوبکر صدیقؓ

عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو نہیں جانتا وہ سنت کو نہیں جانتا۔ (امام محمد)

”وعنہ قال بغض ابی بکر وعمر نفاق وبغض الانصار نفاق انہ کان بین بنی ہاشم وبنی عدی وبنی تیم شحنا فی الجاھلیۃ فلم اسلموا نزع اللہ ما فی قلوبھم حتی ان ابابکر اشتکی خاصرتہ فکان علی یسخن یدہ بالنار ویکمدبھا خاصرۃ ابی بکر ونزلت فیھم ونزعنا مافی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین“

حضرت امام باقر سے روایت ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بغض نفاق ہے اور انصار سے بغض نفاق، بنی ہاشم، بنی عدی (قبیلہ عمر) اور بنی تیم (قبیلہ حضرت ابوبکر) میں زمانہ جاہلیت میں عداوت تھی۔ جب یہ قبیلے مسلمان ہوگئے تو ان کے دل میں جو کچھ (عداوت) تھی اللہ تعالیٰ نے نکال لی اب نوبت یہ پہنچی کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر کے پہلو میں درد ہوا تو حضرت علی اپنا ہاتھ آگ سے گرم کرکے حضرت ابوبکر کا پہلو سینکتے تھے۔ انہیں بزرگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی:

(ترجمہ) ”ان کے دلوں میں جو کچھ عداوت تھی کھینچ لی، بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔“

ایک شخص نے حضرت امام زین العابدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر استفسار کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا کیا مرتبہ تھا؟ فرمایا: وہی مرتبہ تھا جو اِس وقت بھی ہے، یعنی روضہ اقدس میں سب سے زیادہ قرب حاصل ہے۔

(ماہنامہ الصدیق ملتان ج ۵ ش ۱، ۲ ص ۴۵ تا ۴۷ بابت ماہ محرم وصفر ۱۹۷۴ء)

ہے، جس سے دنیا اور آخرت دونوں سنورتی ہیں، ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے یہ دینی مدارس جو شاخیں ہیں دارالعلوم دیوبند کی، یہ اسلام کے قلعے ہیں، جو دینِ اسلام اور ایمان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے قیام کا مقصد ہی یہ تھا کہ باطل قوتوں کا مقابلہ کیا جائے اور لوگوں کے دین وایمان کی حفاظت کی جائے۔ اور میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا: آج ہمیں جو کلمہ ’’لا إلٰہ إلا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ‘‘ پڑھنا نصیب ہوا ہے اور ہم مومن ہیں، یہ سب ان دینی مدارس کی برکت ہے۔ اگر یہ دینی مدارس نہ ہوتے تو نہ جانے ہمارا کیا حشر ہوتا۔ آج جہاں کہیں بھی اسلام کی کرن نظر آتی ہے وہ سب ان مدارسِ دینیہ کی رہینِ منت ہے، جیسا کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا، میں بھی اس کی تائید کروں گا کہ کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیجئے، ان سے بیعت ہو جایئے، آج کل یہ بہت ضروری ہے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: آج کل بیعت کرنا اور کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھنا فرضِ عین ہے، کیونکہ سب سے بڑا فرض ایمان ہے، اس کی حفاظت اللہ والے کی صحبت اختیار کیے بغیر ممکن نہیں۔ یہ اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ ہے، اس سے انسان اللہ تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ اللہ والے کی صحبت میں بیٹھ کر انسان بہت جلد وہ منازل طے کرلیتا ہے جو سوسال عبادت سے بھی طے نہیں کرسکتا، اسی لیے کہا گیا ہے: ’’کسی اللہ والے کی صحبت میں ایک ساعت بیٹھنا سو سالہ مقبول اور بغیر دکھاوے کی عبادت سے بہتر ہے۔‘‘ تو آپ بھی کسی اللہ والے کا (جسے آپ مناسب سمجھیں، جس کی طرف آپ کا رجحان ہو) انتخاب کرکے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں۔ اور حضرت مفتی صاحب کی اس بات کی بھی تائید کروں گا کہ اصلاح کا ایک بہترین ذریعہ ’’تبلیغی جماعت‘‘ بھی ہے، آج روئے زمین پر یہ سب سے بہتر جماعت ہے، اس سے بہت سے لوگوں کی اصلاح ہوئی ہے۔ یہ ہمارا، آپ کا، سب کا مشاہدہ ہے، تو اس میں بھی آپ وقت لگائیے۔

ایک بات اور عرض کرتا چلوں کہ آج تک آپ اس مدرسہ کی چار دیواری تک محدود تھے، اب آپ عملی میدان میں قدم رکھیں گے، آپ کو طرح طرح کے فتنوں سے واسطہ پڑے گا، کہیں قادیانیت کا فتنہ ہے، کہیں روافض کا فتنہ، کہیں انکارِ حدیث کا فتنہ ہے اور بہت سے نئے نئے طرح طرح کے فتنے ہیں، میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ عملی میدان میں قدم رکھنے سے پہلے ان فتنوں کے خلاف ہر طرح سے مسلح ہوں، ایسا نہ ہو کہ کسی ملحد سے آپ کا واسطہ پڑے اور آپ خالی ہاتھ ہوں، اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگیں، اس سے پہلے ہی آپ ہر طرح سے مسلح ہوجائیں اور ان فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔

بخاری شریف کا ختم ہوا ہے، بڑی مبارک مجلس ہے، اس موقع پر بھی اور اس کے علاوہ بھی آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں اپنے لیے، اپنے عزیز واقارب کے لیے، اپنے اساتذہ کے لیے اور خصوصاً حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور اس ادارے کے لیے، اس سے آپ کو بھی فائدہ ہوگا اور اس ادارے اور اپنے اساتذہ سے تعلق بھی برقرار رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر میدان میں کامیاب کرے، آپ کو دین کا سپاہی بنائے، اور آپ سے دین کی خدمت لے، اور ہر موقع پر آپ کی دستگیری فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

بقیہ:.... اداریہ

مرحومہ کا وصال صرف خانوادہ بنوری اور خانوادہ کامل پوری کے لیے ہی سانحہ نہیں بلکہ دنیا بھر میں پھیلے ختم نبوت کے خدام اور حضرت بنوریؒ کے بالواسطہ وبلاواسطہ تلامذہ کے لیے بھی بہت بڑا سانحہ اور سانجھا دکھ ہے۔ ہم اس تعزیت کو اپنی تعزیت، اس غم کو اپنا غم اور اس ناقابل تلافی نقصان کو اپنا نقصان سمجھتے ہوئے حزن والم کی اس گھڑی میں تمام متعلقین بالخصوص رحمانی برادران سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے، کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کو جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ مرحومہ کی نماز جنازہ نماز جمعہ کے بعد برطانیہ کے شہر شیفیلڈ میں صاحبزادہ مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی حفظہ اللہ کی اقتدا میں ادا کردی گئی۔ جس میں پورے برطانیہ سے علماء وصلحاء، خاندان کے افراد اور عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ نسبتوں کی تاثیر ہے کہ چار جگہوں شیفیلڈ، کراچی، بہبودی اور پشاور میں ان کی تعزیت کے لیے افراد خاندان موجود ہیں۔ نیز سیکڑوں مدارس وجامعات میں ان کے لیے مستقل ختمات ودعاؤں کے سلسلے بھی جاری ہیں۔ باتوفیق احباب ورفقاء سے بھی اپیل اور درخواست ہے کہ مرحومہ کے لیے خصوصی دعاؤں اور حسب توفیق ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین۔

صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت ربیع بن زیاد حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

’’جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے؛ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

ایک طرف تو شہر رسول مدینہ منورہ، خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال پُرملال پر اپنے مسلسل بہتے ہوئے اشکہائے غم کو پونچھنے میں مصروف تھا۔ دوسری طرف مختلف علاقوں کے وفود اُن کے جانشین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سخط ورضا ہر حال میں بیعت خلافت کرنے کے لئے پے در پے مدینہ پہنچ رہے تھے۔

ایک صبح کو اہل بحرین کا وفد بعض دوسرے قبائل کے وفود کے ساتھ بارگاہِ خلافت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارکان وفد کے ساتھ گفتگو کے بے حد مشتاق رہتے تھے۔ اس خیال سے کہ ممکن ہے ان کی گفتگو میں انہیں کوئی عمدہ نصیحت، کوئی مفید مشورہ، کوئی فکر انگیز گوشہ یا اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اور عام مسلمانوں کے خیر وفلاح اور ہمدردی کی کوئی بات مل جائے۔ چنانچہ انہوں نے حاضرین میں سے متعدد لوگوں کو گفتگو کے لئے اپنے پاس بلایا، لیکن ان میں سے کسی نے بھی کوئی خاص اور اہم بات نہیں کہی۔

تب وہ ایک ایسے شخص کی طرف متوجہ ہوئے جس کے چہرے بشرے سے وہ پہلے ہی اندازہ کر چکے تھے کہ اس سے ضرور کوئی مفید اور قیمتی بات مل سکے گی۔ اُسے اپنے پاس بلایا اور اس سے گفتگو کا آغاز کرنے کی فرمائش کی۔ خلیفہؓ کی اجازت پا کر اس شخص نے پہلے خدائے بزرگ وبرتر کی حمد وثنا بیان کی، پھر اپنی گفتگو ان الفاظ سے شروع کی:

’’امیر المومنین! امت کے معاملات کی ذمہ داری سپرد کر کے خدائے عزوجل نے آپ کو ایک زبردست آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ تو آپ خلاف کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ہمیشہ اس سے ڈرتے رہئے اور یہ جان لیجئے کہ اگر دریائے فرات کے کنارے بھی کوئی ایک بکری ضائع ہوگئی تو قیامت کے دن اس کے متعلق آپ سے بازپُرس کی جائے گی۔‘‘

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کی یہ بات سن کر رو پڑے، ان کی آواز بلند ہوگئی اور پھر اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد سے اب تک کسی نے مجھ سے ایسی سچی بات نہیں کہی جیسی کہ تم نے کہی ہے۔‘‘

’’تم کون ہو؟‘‘

’’میں ربیع بن زیاد حارثی ہوں۔‘‘ اس پر شخص نے جواب دیا۔

’’مہاجرؓ بن زیاد کے بھائی۔‘‘ خلیفہؓ نے دریافت کیا:

’’جی ہاں!‘‘ حضرت ربیعؒ نے کہا۔

اس کے بعد جب مجلس برخاست ہوئی تو خلیفہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

’’ربیع بن زیاد کے حالات کی پوری تفتیش کرو، اگر یہ اپنی اس بات میں مخلص اور بے لوث ہیں، جو انہوں نے مجھ سے کہی ہے تو یہ بڑی خوبیوں کے مالک اور بڑے کام کے آدمی ہیں اور امورِ خلافت کی ادائیگی کے سلسلے میں ہمیں ان سے بہت زیادہ تعاون و امداد کی توقع ہے تم کوئی ذمہ داری ان کے سپرد کر کے ان کے حالات سے مجھے برابر آگاہ کرتے رہنا۔‘‘

اس کے چند ہی دنوں کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کی ایما پر صوبہ اہواز میں واقع شہر ’’مناذر‘‘ کی فتح کے لئے ایک فوج ترتیب دی اور اس میں حضرت ربیعؓ اور ان کے بھائی مہاجرؓ کو بھی شامل کرلیا۔ حضرت ابو موسیٰؓ فوج لے کر روانہ ہوئے اور آگے بڑھ کر انہوں نے مناذر کا محاصرہ کرلیا۔ اس محاصرے کے دوران اس کے باشندوں کے ساتھ متعدد ایسی زبردست معرکہ آرائیاں ہوئیں جن کی نظیر جنگوں کی تاریخ میں شاذ و نادر ہی پیش آئی ہوگی۔ ان لڑائیوں میں ایک طرف تو مشرکین نے بے مثال اور غیر معمولی جرأت و مردانگی اور ناقابل تصور استقلال و ثبات قدمی کا مظاہرہ کیا۔ لیکن دوسری طرف بے اندازہ اور کثیر تعداد میں مسلمان سپاہی شہید ہوئے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور مسلمان روزہ رکھ کر جنگ میں شریک تھے۔

حضرت ربیعؓ کے بھائی حضرت مہاجرؓ بن زیاد نے جب یہ دیکھا کہ مسلمانوں کی طرف سے کثیر تعداد میں سپاہی قتل ہوچکے ہیں تو انہوں نے خدا کی رضا کی طلب میں اپنی جان نثار کردینے کی قسم کھائی، پھر انہوں نے اپنے جسم پر حنوط ملا، کفن پہنا اور اپنے بھائی کو وصیت کی..... یہ دیکھ کر حضرت ربیع بن زیادؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا:

’’مہاجرؓ حالاتِ صوم ہی میں اپنی جان راہِ خدا میں نثار کرنے کا فیصلہ کرچکے ہیں اور مسلمانوں کے اوپر جنگ اور روزے کی دوہری سختیاں جمع ہوگئی ہیں، جن کی وجہ سے ان کے عزائم کمزور پڑ گئے ہیں اور ان کے حوصلے پست ہوگئے ہیں۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ روزہ چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہیں، تو آپ اس سلسلہ میں سوچ سمجھ کر کوئی مناسب قدم اٹھانے کا فیصلہ کیجئے۔‘‘

یہ سن کر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فوج سے پکار کر کہا:

’’مسلمانو! میں ہر روزہ دار کو قسم دلاتا ہوں کہ یا تو وہ روزہ چھوڑ دے یا جنگ سے الگ ہوجائے۔‘‘

پھر انہوں نے خود لوٹے سے (جو ان کے پاس تھا) پانی پی کر اپنا روزہ افطار کرلیا تاکہ دوسرے لوگ بھی ان کو پانی پیتے دیکھ کر اپنے روزے چھوڑ دیں جب حضرت مہاجرؓ نے ان کا یہ اعلان سنا تو انہوں نے ایک گھونٹ پانی پی کر کہا:

’’خدا کی قسم! میں نے پیاس کے مارے پانی نہیں پیا ہے، بلکہ اپنے امیر کی قسم پوری کی ہے۔‘‘

پھر انہوں نے اپنے تلوار بھی نیام کی اور بے خوف و خطر دشمن پر پل پڑے اور اس کی صفوں کو چیرتے اور آدمیوں کو پچھاڑتے چلے گئے۔ جب وہ دشمن کی فوج میں کافی اندر تک گھس گئے تو انہوں نے ہر طرف سے ان کو گھرلیا اور آگے پیچھے ہر طرف سے ان کے اوپر تلواروں کی بارش کردی، جس سے وہ زخمی ہوکر گر پڑے۔ پھر دشمن نے ان کا سر تن سے جدا کیا اور اُسے لے جاکر میدانِ جنگ میں ایک اونچے ٹیلے پر گاڑ دیا۔ حضرت ربیع بن زیادؓ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا:

’’کتنے سعادت مند اور قابلِ فخر ہیں آپ اور کتنا عمدہ ٹھکانہ ہے آپ کا خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں آپ کا اور تمام مسلمان شہداً کا انتقام لے کے رہوں گا۔‘‘

جب حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اپنے بھائی کے غم میں حضرت ربیع بن زیادؓ کی اس بے قراری اور ان کے اضطراب کی کیفیت کو دیکھا اور دشمن کے خلاف ان کے سینے میں بھڑکتی ہوئی آتش غیظ و غضب کا انہیں احساس ہوا تو وہ فوج کی قیادت سے دست بردار ہوگئے اور اس کی کمان حضرت ربیعؓ بن زیاد کو سونپ کر خود ’’سوس‘‘ فتح کرنے کے لئے روانہ ہوگئے۔

حضرت ربیعؓ اپنی فوج کو لے کر مشرکین پر آندھی اور سیلاب بن کر ٹوٹ پڑے۔ دشمن ان کے حملے کی تاب نہ لاسکا، اس کی صفیں درہم برہم ہوگئیں اور اس کی قوتِ مقاومت جواب دے گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ’’مناذر‘‘ پر زبردست فتح عنایت فرمائی۔ انہوں نے لڑنے والوں کو قتل کردیا اور عورتوں، بچوں کو گرفتار کرکے لونڈی غلام بنالیا۔ اس جنگ میں بے شمار مالِ غنیمت بھی ان کے ہاتھ آیا۔

معرکہ ’’مناذر‘‘ کے بعد حضرت ربیعؓ کا ستارۂ اقبال پوری آب و تاب کے ساتھ جگمگا اٹھا اور ہر طرف ان کا شہرہ پھیل گیا۔ وہ ان نامور قائدین میں شمار ہونے لگے جن کے ناموں کے ساتھ عظیم الشان کارنامے وابستہ ہیں، چنانچہ جب مسلمانوں نے سیستان فتح کرنے کا ارادہ کیا تو اس فوج کی قیادت انہیں کے سپرد کی گئی۔ سب کو اس بات کی توقع تھی کہ فتح و کامرانی ان کی ہمرکاب ہوگی۔

حضرت ربیع بن زیادؓ غازیانِ فی سبیل اللہ کا لشکر لئے ہوئے سیستان کی طرف روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر انہیں دو سو پچیس میل لمبے اس دشوار گزار اور پُرخطر صحرا کو عبور کرنا پڑا جس کو پار کرنے سے صحرا کے باسی، وحشی درندے بھی عاجز تھے۔ اس خوفناک اور بھیانک صحرا کو عبور کرنے کے بعد حدودِ سجستان پر سب سے پہلا شہر جوان

کے سامنے آیا وہ ’’رُستاقِ زالق‘‘ تھا۔ اس کی آبادی عالی شان محلات وقصور پر مشتمل تھی۔ پورا شہر چاروں طرف سے بلند اور مضبوط و مستحکم فصیلوں سے گھرا ہوا تھا۔ اس میں غلوں، پھلوں اور مال ودولت کی بے حد فراوانی تھی۔

ذہین اور دانا قائد حضرت ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی رستاق زالق میں اپنے جاسوس پھیلا دیئے تھے، ان جاسوسوں کے ذریعے ان کو معلوم ہوگیا تھا کہ یہ لوگ اپنی عید ’’مہرجان‘‘ کے موقع پر عنقریب ایک محفل میں جمع ہونے والے ہیں۔ حضرت ربیعؓ اس مناسب موقع کے منتظر رہے اور آخرکار عید ’’مہرجان‘‘ کی رات میں اچانک بے خبری کی حالت میں حملہ کر کے انہیں تلواروں کی دھار پر رکھ لیا اور بزورِ شمشیر ’’رستاقِ زالق‘‘ پر قابض ہوگئے۔ اس موقع پر ان میں سے بیس ہزار آدمیوں کو گرفتار کر کے انہیں لونڈی، غلام بنالیا اور ان کے بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں کو گرفتار کرلیا گیا۔ قیدیوں میں کسی زمیندار کا ایک غلام بھی تھا۔ مسلمانوں نے اس کو اس حال میں گرفتار کیا تھا کہ اس نے اپنے آقا کے پاس لے جانے کے لئے تین لاکھ کی خطیر رقم جمع کررکھی تھی۔ حضرت ربیعؓ نے اس سے پوچھا کہ:

’’اتنا سارا مال تم نے کہاں سے جمع کیا؟‘‘

’’اپنے آقا کے صرف ایک گاؤں سے۔‘‘ غلام نے جواب دیا۔

’’صرف ایک گاؤں سے اتنی ساری آمدنی ہوتی ہے؟‘‘ حضرت ربیعؓ نے دوبارہ سوال کیا۔

’’ہاں‘‘ غلام نے جواب میں کہا۔

’’وہ کس طرح؟‘‘ حضرت ربیعؓ نے پھر دریافت کیا۔

’’ہماری کلہاڑیوں، ہماری درانتیوں اور ہماری محنتوں کی بدولت‘‘ غلام نے جواباً عرض کیا۔

جب جنگ ختم ہوگئی اور زمیندار اپنا اور اپنے اہل و عیال کا فدیہ ادا کرنے کے لئے حضرت ربیعؓ کی خدمت میں باریاب ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ ’’اگر تم مسلمانوں کے لئے کسی بڑی رقم کی پیشکش کرو تو میں تمہارا فدیہ قبول کرسکتا ہوں۔‘‘

اس نے پوچھا: ’’آپ کتنی رقم چاہتے ہیں؟‘‘

’’میں یہ نیزہ زمین میں گاڑ دیتا ہوں۔ تم اس کو سونے چاندی سے ڈھک دو۔‘‘ حضرت ربیعؓ نے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’آپ کی یہ شرط مجھے منظور ہے۔‘‘ زمیندار نے اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

پھر اس نے اپنے خزانے سے سونے، چاندی کے ڈھیر نکالے اور اس نیزے پر ڈالتا رہا، یہاں تک کہ وہ چھپ گیا۔

حضرت ربیعؓ بن زیاد اپنی فوج کے ساتھ سرزمین سجستان میں کافی دُور تک اندر گھستے چلے گئے اور ہر جگہ فتح و کامرانی نے ان کا استقبال کیا۔ دشمن کے قلعے ان کے گھوڑے کی ٹاپوں کے نیچے اس طرح گرتے چلے گئے جیسے بادِ خزاں کے جھونکوں سے درختوں کے سوکھے پتے گرتے ہیں اور قبل اس کے کہ ان کے سامنے تلواریں بے نیام ہوں، شہروں اور دیہاتوں کے باشندوں نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ جلد از جلد اپنے لئے امان حاصل کرلیں۔ اس طرح حضرت ربیعؓ علاقوں کے علاقے فتح کرتے اور کامرانی و کامیابی کے جھنڈے گاڑتے ہوئے سجستان کے پایۂ تخت ’’زرنگ‘‘ تک جا پہنچے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ دشمن ان سے مقابلہ کرنے کے لئے پورے ساز وسامان کے ساتھ تیار اور زبردست جمعیت فراہم کر کے پیش قدمی کرنے پر آمادہ ہے اور اس بات کا عزم بالجزم کررکھا ہے کہ انہیں اس بڑے شہر سے مار بھگائے گا اور ان کی فوج کو سجستان سے واپس جانے پر مجبور کردے گا، خواہ اس کے لئے اس کو کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

پھر ان کے اور ان کے دشمنوں کے درمیان ایسی خونریز اور ہلاکت آفریں معرکہ آرائی ہوئی جس نے فریقین کو پیس کر رکھ دیا۔ اس جنگ میں جانبین میں سے کسی نے بھی اپنے آدمیوں کی قربانی دینے میں کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیا۔ لیکن پھر جنگ کا پانسہ پلٹا اور جب مسلمانوں کی فتح کے ابتدائی آثار ظاہر ہوئے تو ایرانی سپہ سالار ’’پرویز‘‘ نے اسی میں مصلحت سمجھی کہ جب تک اس کے پاس طاقت بچی ہوئی ہے، حضرت ربیعؓ کے ساتھ صلح کی کوشش شروع کردے، ممکن ہے کہ وہ اپنے اور اپنی قوم کے لئے بہتر شرائط پر صلح کرنے میں کامیاب ہوجائے۔ چنانچہ اس نے اپنا ایک قاصد حضرت ربیعؓ بن زیاد کے پاس بھیجا اور ان سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس سے ملاقات کے لئے کسی مناسب جگہ اور وقت کا تعین فرمادیں تاکہ وہ ان سے صلح کی بات چیت کرسکے۔ حضرت ربیعؓ نے اس کی یہ بات منظور فرمائی۔ قاصد کے واپس جانے کے بعد انہوں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ ’’پرویز‘‘ کے استقبال کے لئے ایک موزوں جگہ کا انتخاب کریں اور ان سے یہ بھی کہا کہ ان کی نشست گاہ کے چاروں طرف ایرانی مقتولین کی لاشوں کے ڈھیر

لگادیں اور اس کی گزرگاہ کے دونوں جانب اس کے فوجیوں کی لاشیں غیر مرتب طور پر بکھیر دیں۔

حضرت ربیعؒ نہایت بارُعب شخصیت کے مالک تھے۔ان کا قد لمبا، سر بڑا، رنگ گندمی اور ڈیل ڈول ایسا زبردست تھا کہ دیکھنے والا ان سے مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔جب ’’پرویز‘‘ صلح کی گفتگو کرنے کے لئے ان کے پاس پہنچا تو مرعوبیت کی وجہ سے تھرتھر کانپنے لگا اور لاشوں کے اس منظر کو دیکھ کر خوف و ہراس کے مارے اس کا دل ڈوبنے لگا، اس کے اوپر اس طرح خوف مسلط ہوگیا کہ وہ حضرت ربیعؒ کے قریب آنے اور آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ دُور ہی کھڑے ہو کر ہکلاتے ہوئے اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے خوشامدانہ انداز میں ان سے بات کی اور اس شرط پر صلح کی خواہش ظاہر کی کہ وہ ان کو ایک ہزار غلام پیش کرے گا، جس میں سے ہر ایک کے سر پر سنہرا جام ہوگا۔حضرت ربیعؒ نے اس کی یہ پیشکش قبول فرما کر اس کے ساتھ صلح کر لی اور دوسرے دن وہ اس شان سے شہر میں داخل ہوئے کہ غلاموں کی جماعت ان کو اپنے حلقے میں لئے ہوئے تھی اور پوری فضا مسلمانوں کی تہلیل وتکبیر کے فلک بوس نعروں سے گونج رہی تھی۔

حضرت ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک شمشیر برہنہ تھے جس سے وہ دشمنانِ خدا پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کے لئے بہت سے علاقے فتح کئے اور مختلف صوبوں کی گورنری کے فرائض انجام دیئے، یہاں تک کہ جب بنواُمیہ کی حکومت کا دور آیا تو حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما نے انہیں خراسان کا گورنر بنا دیا۔حالانکہ وہ دل سے اس ذمہ داری کو انجام دینے پر آمادہ نہ تھے۔ان کی کراہت و ناپسندیدگی میں اس بات نے مزید اضافہ کر دیا کہ بنوامیہ کی حکومت کے ایک نہایت اہم اور ذمہ دار رکن ’’زیاد بن ابیہ‘‘ نے جب ان کو لکھا کہ: ’’امیرالمومنین حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کا حکم ہے کہ جنگ میں حاصل ہونے والے مالِ غنیمت میں سے سونے اور چاندی کو مرکزی بیت المال کے لئے مخصوص کردو اور ان کے علاوہ باقی چیزیں مجاہدین میں تقسیم کردو۔‘‘ تو انہوں نے اس کے جواب میں تحریر کیا کہ:

’’تم نے امیرالمومنین کی طرف سے جو بات لکھی ہے۔کتاب اللہ کا حکم اس کے خلاف ہے۔‘‘ پھر انہوں نے فوج میں اعلان کروا دیا کہ ’’سب لوگ آ کر مالِ غنیمت میں سے اپنے اپنے حصے لے جائیں۔‘‘ اس کے بعد انہوں نے خُمس دارالخلافہ ’’دمشق‘‘ بھجوا دیا۔

اِس خط کے موصول ہونے کے اگلے دن جمعہ تھا۔حضرت ربیعؒ نے سفید کپڑے پہنے، نمازِ جمعہ کے لئے مسجد تشریف لائے، جمعہ کا خطبہ دیا اور خطبہ کے بعد فرمایا کہ:

’’لوگو! اب میں زندگی سے بے زار ہو چکا ہوں۔ میں ایک دعا کرتا ہوں۔آپ سب لوگ میری اس دعا پر آمین کہیں۔‘‘ پھر انہوں نے دعا کی: ’’خدایا! اگر تو میرے حق میں کسی خیر کا ارادہ رکھتا ہے تو مجھے جلد از جلد اپنے پاس بلا لے۔‘‘

حاضرینِ مجلس نے آمین کہی، اور اس روز کا سورج ابھی آسمان میں غروب نہیں ہوا تھا کہ جرأت و شجاعت اور عزم و حوصلہ کا یہ نیّرِ تاباں سرزمین خراسان میں روپوش ہو چکا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔☆☆

فلسطینی مسلمانوں پر وحشیانہ بمباری پر حقوق انسانی کے عالمی ادارے خاموش کیوں

لاہور.....عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنا ہر مسلمان کا اولین ایمانی فریضہ ہے۔ زندگی کے آخری لمحات تک عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کرتے رہیں گے، تمام مکاتب فکر کے جید علماء کا قرآن وحدیث کی روشنی میں متفقہ فتویٰ ہے کہ قادیانیوں کے ساتھ ہر قسم کا تعلق رکھنا سخت ممنوع اور حرام ہے۔قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ہر مسلمان کا مذہبی اور دینی فریضہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانی ہے۔ان خیالات کا اظہار علماء کرام نے جامع مسجد بلال بھسین لاہور میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ہوئے کیا۔اس موقع پر مولانا سعید وقار، مولانا محمد احمد خان، مولانا عابد حنیف کمبوہ، ماسٹر محمد ارشاد، مولانا عبدالعزیز، ماسٹر عبدالرشید بھی موجود تھے۔علماء کرام نے کہا کہ ۵۸ اسلامی ممالک کے ہوتے ہوئے فلسطینی عوام پر ظلم اور تشدد سمجھ سے بالاتر ہے۔پاکستان سمیت عالم اسلام اسرائیلی دہشت گردی کے خلاف آواز بلند کرے۔ فلسطینی مسلمانوں پر وحشیانہ بمباری پر حقوق انسانی کے عالمی ادارے خاموش کیوں ہیں، اقوام متحدہ اسرائیل کی لونڈی نہ بنے بلکہ وحشیانہ کارروائیوں کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے فلسطینیوں پر ظالمانہ حملوں کو رکوائے۔اسرائیل کی ناجائز ریاست فتنہ وفساد کی جڑ ہے، مسلم امہ متحد ہو کر فلسطین کی آزادی کے لیے مشترکہ لائحہ عمل تیار کرے۔

حماس نے حملے میں پہل کیوں کی؟

جناب سکندر خاکی صاحب

پوری دنیا کے لئے بالعموم اور عالمِ اسلام کے لئے بالخصوص اس وقت اسرائیل اور فلسطین کی جنگ ایک کڑا امتحان بنی ہوئی ہے۔ مسلم ممالک کے سربراہان اور اربابِ حل وعقد کی خاموشی بھی کئی سوالات کھڑے کرنے کے ساتھ اسرائیل کو فلسطینیوں پر ظلم کی تاریک رات کو طول دینے میں مدد دے رہی ہے اور حملہ آور استعماری طاقتوں کے اس زعم کو حقیقت کا روپ دے رہی ہے جن کا خیال تھا کہ فلسطینیوں پر ہمارے جارحانہ حملوں کے بعد مسلم امت بے حسی اور بے بسی کا مظاہرہ کرے گی۔ اس تناظر میں مسلم ممالک کے اربابِ اختیار اپنی ذمہ داری سے سبکدوشی اور دستبرداری کے لئے اسی پروپیگنڈا اور غلط فہمی کی حمایت کو ہوا دے رہے ہیں کہ حماس کی طرف سے جنگ چھیڑنے میں پہل کرکے وہ اب اس پہل کی سزا بھگت رہے ہیں۔ چونکہ سرسری طور پر جنگ کی خبریں سن کر ہر کسی کو یہی غلط فہمی لگ رہی تھی کہ حماس کے دستوں کی طرف سے حملے میں پہل کرنا خود ان کی غلطی ہے نیز اس ساری صورتحال میں نقصان کے ذمہ داری بھی ان ہی کے سر پر جاتی ہے۔ تاہم گزشتہ دنوں اسلام آباد میں ہونے والی ”حرمتِ مسجد اقصیٰ اور قومی کانفرنس“ سے خطاب کرتے ہوئے حماس رہنما جناب اسماعیل ہانیہ صاحب نے اپنے بیان میں ان سارے سوالات کا تشفی بخش جواب دے دیا اور مسجد اقصیٰ اور فلسطینی عوام کا کیس اُمّت مسلمہ کی عدالت میں بڑے نپے تُلے الفاظ میں انتہائی دردمندانہ لہجے میں رکھا۔ انہوں نے اسرائیل پر حماس کی طرف سے کئے گئے حملے کی پہل کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا کہ: ”طوفانِ اقصیٰ“ قسام کے مجاہدین کی طرف سے شروع کیا گیا، مگر اس سے پہلے تین بڑی اور خطرناک تبدیلیاں رُونما ہوچکی تھیں۔

1: پہلی تبدیلی توصیہونی سیاست میں ہوئی تھی، (جو کہ فاشسٹ، جانبدار، اور انتہا پسند حکومت ہے)

(الف) اس نے اعلان کیا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ القدس اور مسجدِ اقصیٰ کا مسئلہ حل کیا جائے۔ پھر انہوں نے اپنے عزائم پر عمل کرنا شروع کیا تاکہ مسجدِ اقصیٰ کی بے حرمتی کی جائے! اس کی وقتی اور جغرافیائی تقسیم کی جائے، اور مسجدِ اقصیٰ کی حدود میں یہودی اور تلمودی عبادتیں شروع کی جائیں۔ یہ آغاز تھا مسجد کو گرانے کا۔ انہوں نے اس سے پہلے عیدین کے موقع پر مسجدِ اقصیٰ کی حرمت کو پامال کیا تھا۔ آپ کے مسلمان بھائیوں کو مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنے اور اس تک پہنچنے سے روکا تھا۔

(ب) پھر قابضوں نے یہودی مغربی پٹی کو یہودی علاقے میں شامل کرنا شروع کر دیا۔ وہاں مزید کالونیاں بنانا شروع کر دیں! سیٹلرز کی تعداد کو بھی بڑھانا شروع کر دیا آج مغربی پٹی میں موجود سیٹلرز کی تعداد آٹھ لاکھ اسرائیلی سیٹلر ہے۔ اِس حکومت کا منصوبہ ہے کہ اس تعداد کو دو ملین یہودی تک پہنچایا جائے۔ یہ منصوبہ یہودی زمینوں کی توسیع اور دوسروں کی زمینیں ہڑپ کرنے اور فلسطینیوں کو ان کی زمینوں سے بے دخل کرنے کا ہے۔

(ج) پھر غزہ کا وہ محاصرہ جس پر سولہ سال

انتقالِ پُرملال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کراچی کے قدیم رفیق اور سینئر کارکن جناب محمد صابر کی والدہ ماجدہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ دامت برکاتہم کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ مرکزی مبلغ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد، سیّد انوار الحسن، مولانا عبدالحئی مطمئن اور مولانا محمد عبداللہ چغرزئی نے جنازے میں شرکت کی۔ قارئین ہفت روزہ سے مرحومہ کے لئے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔غزہ مکمل طور برّی، بحری اور فضائی محاصرے میں ہے۔ اس محاصرے کے دوران چار جنگیں بھی ہو چکی ہیں۔ جس میں ہزاروں لوگ شہید، زخمی اور بہت سے گھر تباہ ہوئے۔ چھ ہزار سے زائد فلسطینیوں کو گرفتار کر کے قابض فوج نے جیلوں میں بند کر دیا۔

(د) طوفانِ اقصیٰ سے پہلے ہمیں ”مسئلہ فلسطین“ پر سودا ہونے کا خطرہ بھی لاحق ہو چکا تھا۔ جو کہ قدس اور اقصیٰ کا مسئلہ ہے۔امت اسلامیہ کا مسئلہ ہے۔

(2) جہاں تک دوسری اور خطرناک تبدیلی کی بات ہے، تو صیہونی دشمن نے بعض عرب حکومتوں کے ساتھ سفارتی تعلقات کو بحال کرنے کا معاہدہ کیا۔ اس معاملہ میں مسئلہ فلسطین اور فلسطینی عوام کو نظر انداز کیا گیا۔ یوں فلسطینی عوام اور امتِ مسلمہ کے حقوق کا اور بابرکت سرزمین فلسطین کا سودا کیا گیا۔ گویا وہاں کوئی عوام ہی نہیں ہے! کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔کوئی مقدسات اور کوئی قابض گروہ ہی نہیں ہے۔ ایسے معاہدوں کو سیاسی معاہدے کیسے کہا جاسکتا ہے؟ جو تمام لکیروں کو کراس کر کے کئے جا رہے ہیں۔امت اور فلسطینی عوام کے حقوق اور اس مقدس مسئلے کو نظر انداز کر کے کئے جا رہے ہیں۔

(3) رہی بات تیسری اور خطرناک ترین تبدیلی کی تو وہ یہ ہے کہ یہودی دشمن نے عیدین کے مواقع پر اچانک حملے کرنے کی تیاری کر رکھی تھی۔ تا کہ وہ تحریکِ مزاحمت کے مجاہدین، راہنماؤں اور فلسطینی عوام پر بمباری کر کے انہیں مارے، اور انہیں شہید کرے۔ اس پر مزید یہ کہ، ساری دنیا مسئلہ فلسطین کو نظر انداز کر چکی تھی۔اس پر کوئی بات ہی نہیں کرتا تھا۔نہ سیکیورٹی کونسل میں، نہ یونائیٹڈ نیشن میں اور نہ ہی بین الاقوامی اور علاقائی کانفرنسز میں۔

یہاں تک کہ طوفانِ اقصیٰ کو دیکھ کر ایک یورپی یونین کے ذمہ دار کہنے لگے کہ، ہم تو سمجھتے تھے کہ مسئلہ فلسطین ختم ہو چکا ہے۔

مسئلہ فلسطین کو اہمیت نہ دینا، صیہونی دشمن کو کلین چٹ دینا، اس مسئلے کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا، پھر تعلقات کو بحال کرنے کی وہ ریل گاڑی جو اکثر قریبی اور دور کی دارالحکومتوں تک پہنچ چکی ہے۔ پھر یہودی دشمن کی طرف سے جنگ کرنے کے عزائم، یہ ہیں وہ اسباب جو طوفانِ اقصیٰ کی وجہ بنے۔انہیں دیکھ کر فلسطین اور عزت کے شہر غزہ میں آپ کے بھائیوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ ہاں کچھ لوگ ہیں جو آنکھیں اور کان بند کر لیتے ہیں، نہ سننا چاہتے ہیں نہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ طوفانِ اقصیٰ کی وجہ کیا ہے؟ یوں کرتے ہیں جیسے طوفانِ اقصیٰ کی کوئی وجہ ہی نہیں، اَن جان بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ فلسطینی قوم پر ظلم کی ایک داستان ہے جو سن 1948ء سے شروع ہوئی۔75 سال سے فلسطینی عوام مصیبتوں اور بے گھری کا سامنا کر رہی ہے۔قدس، مغربی پٹی پر قبضے کو 56 برس گزر چکے ہیں۔ اوسلو معاہدے کو بھی تیس برس ہو چکے ہیں، جس سے فلسطینی عوام کو امیدیں دلائی گئی تھیں کہ یہ قابض حکومت کے خاتمے اور فلسطینی ریاست کے قیام کا ذریعہ بنے گا۔مگر وہ بھی سراب ثابت ہوا۔

ان ٹھوس دلائل اور وضاحتوں کے بعد کیا اب بھی دنیا کے پاس اسرائیل پر حماس کی طرف سے حملہ کرنے کے بارے میں پروپیگنڈا پھیلانے کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے؟ ☆☆

زندگی کے آخری سانس تک منکرین ختم نبوت کا تعاقب جاری رکھیں گے: علماء کرام

لاہور..... ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کا کام آئینی اور قانونی حق ہے۔تحفظ ختم نبوت کا کام آخرت میں جنت کے حصول کا آسان ذریعہ ہے۔پہلی امتوں کو اجماع امت عطا نہیں کیا گیا، امت محمدیہ کو اجماع امت کی دولت سے نوازا گیا اور امت نے بھی کمال کیا کہ سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر کیا۔ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ مولانا عبدالنعیم، مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا سمیع اللہ نے لاہور کی مختلف مساجد میں خطبات جمعہ دیتے ہوئے کیا۔علماء کرام نے کہا کہ قادیانیت کسی مذہب وعقیدے کا نام نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض وعناد کا نام ہے۔زندگی کے آخری سانس تک منکرین ختم نبوت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔قادیانیوں کو آئین وقانون کا پابند بنایا جائے۔انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اور قیامت والے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ قادیانی آئین پاکستان کے غدار ہیں۔قادیانی عام طور پر سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے علماء سے بدظن کرتے ہیں۔تمام مسلمانوں کو ان سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

خبروں پر ایک نظر

گوادر میں جماعتی سرگرمیاں

رپورٹ:.... مولانا عبدالغنی

گوادر.....عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوادر کے زیر اہتمام شہر کے مضافاتی علاقوں میں عقیدہ ختم نبوت کا پیغام پہنچایا گیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں ۲۶/نومبر بروز اتوار راقم الحروف اور مولانا سلمان صاحب، بھائی فیض محمد کلانچ کے لئے گوادر سے روانہ ہوئے، کلانچ گوادر سے تقریباً ۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، صبح ساڑھے دس بجے کلانچ پہنچ گئے جناب دُر محمد بھائی اور دیگر ساتھیوں سے ملاقات کی، جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ ماہنامہ لولاک رسالہ کی سالانہ خریداری کے حوالے سے زیادہ سے زیادہ ساتھیوں کو ترغیب دی گئی۔

۴/دسمبر بروز پیر راقم اور شاہد جان نے جماعتی کام کے سلسلے میں مولانا محمد عارف ارجمندی اور دیگر اساتذہ کرام سے ان کے مدرسے دارالعلوم جیوانی میں ملاقات کی، اکیس روزہ تحفظ ختم نبوت کورس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی۔

۱۰/دسمبر بروز اتوار کو راقم الحروف، مفتی عبداللطیف صاحب، مولانا امان صاحب، مولانا سلمان صاحب، مفتی تیمور صاحب، پانچ علماء کرام پر مشتمل ایک وفد پسنی کے لیے روانہ ہوا۔ پسنی میں مفتی رحمت اللہ صاحب سے ان کے مدرسے جامعہ خالد بن ولید میں ملاقات کی، پسنی میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے حوالے سے مشاورت ہوئی، جامعہ کے مہتمم مفتی رحمت اللہ صاحب اور جامعہ کے تمام اساتذہ کرام نے بہت اکرام کیا، اللہ تعالیٰ تمام محبین کو اپنے شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے۔

مزید یہ کہ شہر کے مضافات میں راقم الحروف اور مولانا قاضی شاہین گوادری نے ڈگارو، چپ ریکانی، نگوڈو، سربندن میں جماعتی لٹریچر اور پمفلٹ تقسیم کئے اور مساجد کے علماء کرام سے ملاقات کی، اللہ تعالیٰ جملہ محبین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، لورالائی

لورالائی .... الحمدللہ 10/دسمبر 2023ء بروز اتوار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لورالائی کے زیر اہتمام مولانا عطاء اللہ (مسؤل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لورالائی کی زیر نگرانی) اور حضرت مولانا شیخ سیف الرحمٰن (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لورالائی کی زیر صدارت) اور حضرت مولانا قاری ممتاز احمد (امام وخطیب مرکزی جامع مسجد لورالائی کی زیر سرپرستی) ایک عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس ہوئی، جس کے مہمان خاص حضرت مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی اور شاہین جمعیت محافظ ختم نبوت حضرت مولانا حافظ حمد اللہ اور حضرت مولانا مفتی محمد احمد صوبائی ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان اور مولانا محمد اویس (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع کوئٹہ) تھے۔ تمام مہمانوں اور شہر کے نامور علماء کرام نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت کے موضوع پر بیانات کئے اور قادیانیوں کو دعوت اسلام بھی دی۔ آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ سیف الرحمٰن مدظلہ نے تمام مہمانوں اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور دعا بھی فرمائی۔ 11/دسمبر صبح 9 بجے راقم الحروف نے مہمان خاص حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ اور ان کے ساتھ کوئٹہ سے آئے ہوئے مہمانان گرامی حاجی عمران، حاجی عنایت اللہ آغا اور مولانا عنایت اللہ کو رخصت کیا۔

یاد رہے کہ 10 دسمبر بروز اتوار صبح 10 بجے آل لورالائی بین المدارس ختم نبوت تقریری مسابقہ شروع ہوا، ظہر 2:00 بجے مسابقہ ختم ہوتے ہی فوراً تحفظ ختم نبوت کانفرنس شروع ہوگئی۔ مسابقہ میں کل 36 مدارس واسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبا نے حصہ لیا تھا۔ جن میں سے مندرجہ ذیل طلبا نے پوزیشن حاصل کی: اول.... انضمام الحق درجہ اولیٰ جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لورالائی، دوم.... بسم اللہ درجہ سابعہ جامعہ ناصر العلوم لورالائی، سوم.... عبدالمجید درجہ ثالثہ جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لورالائی۔

ختم نبوت کانفرنس، ماڈل کالونی کراچی

رپورٹ:.... مولانا محمد عادل غنی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام حلقہ ماڈل کالونی کراچی میں امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ دامت برکاتہم کی زیر صدارت ، مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کی زیر نگرانی اور جامع مسجد ربانی کے امام و خطیب حضرت مولانا محمد عبداللہ کی زیر سرپرستی تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ کانفرنس جامع مسجد ربانی ریلوے اسٹیشن ختم نبوت چوک پر ۱۶؍دسمبر ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب منعقد کی گئی۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم مہمان خصوصی کی حیثیت سے تشریف لائے۔

ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی کے لیے اہل علاقہ اور عمائدینِ دینی اور سیاسی جماعتوں کا اجلاس جامع مسجد ربانی کے امام وخطیب مولانا محمد عبداللہ صاحب کی زیر نگرانی رکھا گیا، اجلاس میں علاقے کے علماء کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دوسرا اجلاس جامع مسجد باب رحمت رومان سٹی میں مولانا انس صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں علماء کرام تشریف لائے اور کانفرنس کی تیاری اور ختم نبوت کے کام کو فروغ دینے پر مکمل مشاورت ہوئی۔ تیسرا اجلاس میمن گوٹھ اور قرب و جوار کے حلقہ احباب و علمائے کرام کے لیے منعقد کیا گیا، جس میں ماہانہ ختم نبوت اجلاس اور ختم نبوت کا کام کرنے اور تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی تیاری پر مشاورت ہوئی۔ ۱۴؍دسمبر کو جامعہ فاروقیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا انور صاحب دامت برکاتہم کی زیر صدارت اور حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب کی سرپرستی میں کانفرنس کو آخری اور حتمی شکل دینے کے لیے اہل علاقہ اور دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین کا اہم اجلاس ہوا۔ کانفرنس کی تیاری کے لیے ۱۵ دسمبر بروز جمعۃ المبارک ماڈل کالونی کی ۱۲ مساجد میں ختم نبوت کے مبلغین حضرت مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالحیٔ مطمئن، مولانا محمد جنید اسحاق، مولانا عبدالوہاب پشاوری، مولانا تنویر اقبال، مفتی تنویر، مولانا عبداللہ، مولانا محمد انس، مولانا محمد الیاس اور راقم نے جمعہ ختم نبوت کے عنوان پر پڑھایا اور لوگوں کو ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کرنے کی دعوت دی۔ جمعہ کے بعد عظیم الشان ختم نبوت ریلی بھی منعقد ہوئی جو کہ کانفرنس کے مقام جامع مسجد ربانی سے ماڈل کالونی کی اہم شاہراہوں اور چوکوں سے گزرتی ہوئی واپس جامع مسجد ربانی پر اختتام پذیر ہوئی، اس میں اہل علاقہ کی کثیر تعداد نے جوش وخروش سے شرکت کی۔ تین عوامی مقامات پر ختم نبوت کیمپ کا انعقاد کیا گیا جو کہ صبح ساڑھے دس بجے سے لے کر رات دس بجے تک جاری رہے اور لوگوں کو ختم نبوت کانفرنس کی آگاہی اور دعوت دیتے رہے۔

مرزا قادیانی نے انگریز کے ایما پر نبوت کا دعویٰ کیا: علماء کرام

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مبلغ لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد زبیر جمیل، مولانا عبداللہ نفیس نے جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر دین اسلام کی عظیم الشان عمارت استوار ہے۔ اسلام کا قلب وجگر و جان اور مرکز یہی عقیدہ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے ایما پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ قیامت کی صبح تک کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ودجال اور مفتری ہوگا۔ امت مسلمہ کا یہ ہمیشہ سے معمول رہا ہے کہ جہاں بھی جب بھی کسی گستاخ نے نبوت پر ڈاکہ ڈالا پوری امت نے اس کے خلاف متحد ہو کر اس کے مقابلے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔

۱۶؍دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب کانفرنس شروع ہوئی، پہلی نشست میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ ماڈل کالونی کے ذمہ دار مفتی تنویر صاحب، ضلع ملیر کے مسؤل مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ اور راقم نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے اور مقامی علمائے کرام کے بیانات ہوئے۔ دوسری نشست بعد عشاء منعقد ہوئی، جامع مسجد خاتم النبیین کے استاذ قاری شاہد صاحب نے تلاوت کلام پاک فرمائی، معروف نعت خواں مولانا عبداللہ عبدالقادر نے ہدیہ نعت پیش کیا، اس کے بعد مولانا عبدالحیٔ مطمئن کا بیان ہوا، بیان کے دوران شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب تشریف لے آئے، فوراً حضرت کا بیان ہوا۔ کانفرنس میں حضرت امیر مرکزیہ حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے خلیفہ مجاز پیر امین الدین پاشا صاحب بھی تشریف لائے اور حضرت نے دعا فرمائی۔ ان کے بعد مولانا قاضی منیب الرحمٰن صاحب استاذ مدرسہ عربیہ اسلامیہ شاخ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کا بیان ہوا۔ پھر مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے پُرمغز خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نے اختتامی دعا فرمائی۔

ختم نبوت کانفرنس کی تیاری میں مولانا محمد علی صاحبزادہ امام و خطیب حضرت مولانا محمد عبداللہ، مولانا محمد الیاس صاحب، مولانا اشرف صاحب، مولانا داؤد شاہ صاحب، مفتی تنویر احمد صاحب امام خطیب جامع مسجد گلشن جامی، جناب زاہد حسین، جناب بلال شیخ، عبدالرزاق صاحب اور دیگر سیاسی جماعتوں اور دیگر مذہبی جماعتوں کے کارکنان اور دوست احباب نے خوب محنت کی، اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنائے، آمین!

مبلغین ختم نبوت کا

سہ روزہ مدارسِ دینیہ کا دورۂ حیدرآباد

مدارسِ دینیہ کے تعلیمی سال کے اختتام پر چھٹیوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ میں ہونے والے 21 روزہ ختم نبوت کورس کی دعوت کے سلسلے میں مولانا مفتی محمد عادل غنی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، مولانا گلزار احمد، قاری اعظم، مولانا محمد ابرار شریف مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن نے مدارس کا دورہ کیا۔ جن میں مدرسہ جامعہ اسلامیہ عبداللہ بن عمر سعید آباد، مدرسہ دارالعلوم مدنیہ ہالا، مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ ہالا، جامعہ معروفیہ، مدرسہ صاحب سموں ضلع مٹیاری، مدرسہ انوارالقرآن ہالا ناکہ، مدرسہ جامعہ ابی ابن کعب رشی گھاٹ، مدرسہ جامعہ عمر فاروق ضلع حیدرآباد، مدرسہ علی المرتضیٰ، مدرسہ جامعہ محمودیہ، مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ، مدرسہ صدیق اکبر، مدرسہ جامعہ اسلامیہ، عثمان شاہ ہوڑی ضلع ٹنڈوالہیار، مدرسہ انوارالقرآن قاسمیہ ضلع ٹنڈو محمد خان۔

الحمدللہ! ان مدارس کے تقریباً 145 کے قریب طلباء نے اپنے نام لکھوائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تحفظ ختم نبوت کے عظیم کام کے لئے قبول فرمائیں اور بروز محشر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں جام کوثر نصیب فرمائیں، آمین۔ (رپورٹ: مولانا محمد ابرار شریف)

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی روح ہے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

تحفظ ختم نبوت کے لئے علماء، طلبا بھرپور انداز میں اپنا کردار ادا کریں

لاہور...... سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کی تیاری کے حوالہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع ٓبادی، مبلغ مولانا عبدالنعیم نے مرکز البریرہ، جامعہ منظورالاسلامیہ کا دورہ کیا، علماء اور طلباء سے ملاقاتیں اور چناب نگر کورس کی دعوت کی۔ علماء اور طلباء سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی روح اور بنیاد ہے، عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے لیے علماء اور طلباء اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ علماء کرام نے کہا کہ قادیانیت دجل وفریب کا دوسرا نام ہے قادیانیوں کے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں۔ تحفظ ختم نبوت کا کام جنت کے حصول کا سہل اور آسان ذریعہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے اس امت کو اجماع امت کی دولت سے نوازا جبکہ پہلی امتوں کو اجماع امت عطا نہیں کیا گیا اور امتِ محمدیہ نے بھی کمال کردیا کہ سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر کیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

راولپنڈی ڈویژن کے مدارس میں بیانات: جامعہ علی المرتضیٰ راولپنڈی میں ۲۲/نومبر کو جامعہ کے طلبا اور اساتذۂ کرام سے بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ جامعہ ۲۰۱۰ء میں مولانا غلام ناصر مدظلہ نے شروع کیا۔ اس وقت دورۂ حدیث شریف سمیت تمام کلاسوں میں تقریباً چار سو طلبا، ۲۵ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں زیر تعلیم ہیں۔ طلبا کو چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ بیس طلبا نے شرکت کا وعدہ کیا۔

جامعہ ابن عباس کے طلبا سے خطاب: ۲۳/نومبر ظہر کی نماز کے بعد جامعہ ابن عباس ٹیکسلا میں مولانا مفتی محمد ایاز مدظلہ کی دعوت پر مولانا محمد طارق معاویہ سلمہ کی معیت میں حاضری اور بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ چودہ طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

جامعہ ابن عباسؓ کا آغاز: ۲۰۱۴ء میں مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ، مولانا عبدالغفور قریشیؒ ٹیکسلا، مولانا مفتی غلام الرحمٰن پشاور نے کیا۔ مدرسہ ۳۰ مرلہ زمین پر قائم ہے۔ ۲۰ اساتذہ کرام کی نگرانی میں ۴۱۲ طلبا زیر تعلیم ہیں جن میں سے ۱۹۱ مسافر ہیں، تخصص اور دورہ حدیث شریف تک تمام کلاسیں ہیں۔

مرکزی جامع مسجد واہ کینٹ: جامع مسجد کے بانی پروانۂ ختم نبوت مولانا محمد اسحاقؒ تھے۔ آپ بنیادی طور پر ’’علی خان‘‘ ہری پور ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے کھیالہ کے مولانا سلطان محمودؒ سے بہت سی کتابیں پڑھیں، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ مخزن العلوم خان پور میں حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے کیا۔ ۱۹۶۲ء میں واہ کینٹ میں تشریف لائے۔ مسجد ابتدا میں ایک تھڑا تھی، سستا زمانہ تھا، بیس کنال زمین خریدی اور مرکزی مسجد کی تعمیر شروع کی، مسجد کی لمبائی ۱۰۸ فٹ، چوڑائی ۳۰ فٹ، برآمدہ ۱۰۸x۵۶ فٹ جبکہ صحن ۱۰۸x۱۰۵ فٹ۔ مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مدرسہ تدریس القرآن سے آغاز، مدرسہ میں ۱۵۰ بچے مسافر اور ۱۰۰ مقامی زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ میں دورۂ حدیث شریف تک تمام کتب کی تعلیم ہوتی ہے۔ پروانۂ ختم نبوت کو اللہ پاک نے پانچ بیٹے عطا فرمائے، جن میں سے دو وفات پا چکے ہیں، تین بیٹے موجود ہیں۔ تینوں کی اولاد حافظ، قاری اور عالم فاضل ہیں۔ جناب محمد ادریس کے فرزند ارجمند مولانا محمد قاسم سلمہ نے مسجد کی خطابت اور مدرسہ کا نظم سنبھالا ہوا ہے۔ ۲۴/نومبر مغرب کی نماز کے بعد حضرت امام مہدی کے ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے خروج کے عنوان پر تقریباً ایک گھنٹہ بیان ہوا۔ رات کا قیام و آرام مدرسہ تجوید القرآن میں ہوا۔

مدرسہ تجوید القرآن خان ماڈل حسن ابدال کا سنگ بنیاد: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ اور آپ کے خلیفہ مولانا عبدالغفور قریشیؒ نے تقریباً ۲۵ مرلہ قطعۂ اراضی پر رکھا۔ مہتمم و بانی استاذ القرأ قاری محمد داؤد ہیں۔ ان کے فرزند مولانا خالد محمود مدظلہ نظم سنبھالے ہوئے ہیں، حفظ کی دو کلاسیں ہیں۔ تجوید و قرأت کے ایک، درجہ کتب کے اساتذۂ کرام بارہ جبکہ طلبا کی تعداد ایک سو سینتیس (۱۳۷) ہے۔ مولانا خالد محمود متحرک و فعال شخصیت ہیں ان کی زبردست فرمائش اور اصرار پر ۲۴ اور ۲۵/نومبر کی درمیانی شب مدرسہ میں گزاری۔ ۲۵/نومبر صبح کی نماز کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔

مرکز ختم نبوت اٹک: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اکثر شہروں میں مجلس کے ملکیتی دفاتر ہیں۔ ان دفاتر و مراکز میں ایک مرکز ختم نبوت اٹک میں بھی ہے، جو چار کنال پر مشتمل ہے۔ یہ قطعۂ اراضی اٹک کے ایک مخیر سردار امجد خان نے وقف کیا۔ ۱۲/اکتوبر ۱۹۹۰ء کو قائد تحریک ختم نبوت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ اور فاضل دیوبند، تلمیذ حضرت مدنیؒ، خلیفہ حضرت لاہوریؒ مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ نے سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کی ۸۰ فٹ لمبائی اور ۳۵ فٹ چوڑائی ہے، جبکہ برآمدہ ۸۰x۲۰ فٹ ہے اور ایسے ہی صحن بھی ۸۰x۳۵ فٹ ہے۔ مسجد سے ملحق دفتر خوبصورت تین کمروں پر مشتمل ہے۔ ۲۴/نومبر جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے اپنے مرکز میں دیا، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ یہ خوبصورت مسجد اور دفتر حضرت مولانا قاضی ابراہیم ثاقب الحسینی مدظلہ کی نگرانی میں روبہ ترقی ہے۔ قبلہ

قاضی صاحب ہر روز عصر سے عشاء تک مرکز کو وقت دیتے ہیں اللہ پاک اسے قیامت تک شادوآباد رکھیں۔ راولپنڈی ڈویژن کے مولانا محمد طارق معاویہ ہر ماہ تشریف لاتے ہیں۔

دارالعلوم مدنیہ کے طلبا اور مدنیہ مسجد کے نمازیوں سے خطاب: ۲۴؍نومبر کو مغرب کی نماز کے بعد خطاب کیا۔ اس مسجد و مدرسہ کے بانی حضرت مولانا قاضی زاہدالحسینی نوراللہ مرقدہ ہیں۔ یہ ادارہ تین کنال زمین پر مشتمل ہے۔ خوبصورت مسجد و مدرسہ کی نگرانی و اہتمام حضرت قاضی زاہدالحسینیؒ کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا قاضی ارشد الحسینی مدظلہ فرما رہے ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام کلاسوں میں تعلیم وتعلّم کا سلسلہ جاری ہے۔ یہاں حضرت امام مہدی کے ظہور، حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول اور دجال کے خروج پر بیان ہوا۔ مدنیہ مسجد کی بنیاد بھی حضرت مولانا قاضی زاہدالحسینیؒ نے ۱۹۶۳ء میں رکھی۔

مکی مسجد میں قیام وآرام اور درس: مکی مسجد اٹک کے بانی بھی مولانا قاضی زاہدالحسینیؒ تھے۔ قاضی صاحبؒ نے ڈیڑھ کنال پر مشتمل قطعۂ اراضی خودخریدا۔ ۱۹۷۱ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ حضرت قاضی صاحبؒ کے دوسرے فرزند ارجمند اور ہمارے امیر اور مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب مدظلہ اس مسجد میں ہیں۔ ۱۹۹۶ء سے مسلسل صبح کی نماز کے بعد درس قرآن پاک دیتے ہیں اور سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے مطابق ذکر بھی کراتے ہیں۔ مختلف مقامات پر ختم نبوت کے عنوان پر درس ارشاد فرماتے ہیں۔ ۲۵؍نومبر کو صبح کی نماز کے بعد درس دیا۔

دارالعلوم نورالاسلام حاجی شاہ: یہ اقامتی ادارہ ہے، جس کے بانی مولانا غلام مصطفیٰؒ اور مولانا منظور الحقؒ ہیں۔ اس وقت مدرسہ کا اہتمام و انصرام مولانا نورالحق مدظلہ فرمارہے ہیں۔ ۱۴ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں درجہ کتب اور دو اساتذۂ کرام درجہ حفظ وناظرہ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ۱۶۰ مسافر طلبا زیر تعلیم ہیں، ششماہی امتحان میں اول، دوم، سوم آنے والے طلبا کو محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہاتھوں انعامات دلوائے گئے۔ نیز محمد اسماعیل نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علما کرام اور طلبا کی ذمہ داری کے عنوان پر بیان کیا اور طلبا کو چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ کئی ایک طلبا نے نام لکھوائے ادارہ کے روح رواں مولانا ضیاء المحسن مدظلہ ہیں، ان کی دعوت اور نگرانی پر ۲۵؍نومبر کو صبح دس بجے بیان ہوا۔

جامعہ خلفاء راشدین میں طلبا سے خطاب: جامعہ کے بانی مولانا محمد سراج مدظلہ ہیں، جبکہ اہتمام مولانا عالم زیب مدظلہ نے سنبھالا ہوا ہے۔ یہ ادارہ مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہ مہتمم جامعہ امدادیہ چکوال کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔ جامعہ اور اس کی دوسری شاخوں میں ۳۷۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ درجہ کتب کی تعلیم متوسطہ تک ہے۔ ۲۵؍نومبر کو ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ ہمارے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانیؒ اسی علاقہ کے رہنے والے تھے، ان کے بھائی نے سنا تو ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ یہاں بھی کئی ایک طلبا کرام نے نام لکھوائے۔

دارالعلوم رشیدیہ باسیہ: دارالعلوم کے بانی مفتی شاہد اقبال ہیں، ان کی دعوت پر ۲۵؍نومبر کی رات دارالعلوم رشیدیہ میں گزاری اور اسی شام مغرب کی نماز کے بعد دارالعلوم کی جامع مسجد میں نمازیوں اور طلبا سے خطاب ہوا۔

جامعہ ابوہریرہ خالق آباد: جامعہ کے بانی ملک کے نامور عالم دین، مصنف کتب کثیرہ، خطیب و ادیب محدث مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ ہیں، آپ جامعہ حقانیہ کے فاضل، بانی جامعہ حضرت مولانا عبدالحقؒ کے تلمیذ وخادم خاص ہیں۔ آپ ایک عرصہ تک اپنے استاذ محترم کی خدمت میں مصروف رہے۔ جامعہ کی بنیاد ۱۹۹۶ء میں حضرت مولانا سمیع الحق شہید اور مولانا حسن جان شہید سمیت کئی ایک جید علماء کرام نے رکھی۔ جامعہ بیس کنال پر مشتمل ہے۔ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف اور تخصص سمیت تمام اسباق ۱۲۵ اساتذۂ کرام تقریباً ۹۰۰ طلبا کو پڑھا رہے ہیں۔ مولانا حقانی مدرس کے ساتھ ساتھ مصنف اور خطیب بھی ہیں۔ ہر سال ہمارے ٹیلی فون پر بغیر کسی لیت ولعل کے چناب نگر کانفرنس میں شرکت فرماتے ہیں۔ نیز بندہ سمیت تمام مبلغین کے ساتھ انتہائی محبت فرماتے ہیں۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد قاسم سلمہ اپنے والد محترم کی صحیح تصویر ہیں، ۲۷؍نومبر صبح ۱۰ بیان ہوا۔

جامعہ عمر فاروق زیور آباد نوشہرہ: جامعہ کے بانی مولانا محمد عارف ہیں۔ جامعہ کا سنگ بنیاد سابق ایم پی اے تلمیذ حضرت مدنیؒ مولانا مجاہد خانؒ نے ۲۰۰۳ء میں رکھا جو پانچ کنال پر مشتمل ہے۔ جامعہ میں ۱۸ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ۸۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ موقوف علیہ تک تمام درجات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ۲۷؍نومبر قبل از نماز ظہر بیان ہوا، دس طلبا نے چناب نگر کورس میں شمولیت کا ارادہ کیا۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک: حضرت مولانا عبدالحق محدث حقانی ۱۹۴۷ء میں دیوبند سے اکوڑہ خٹک تشریف لائے دیوبند واپس نہ جاسکے۔ اگرچہ حضرت مدنیؒ نے سفری تحفظات کی ذمہ داری قبول فرمائی، لیکن حضرت محدث حقانیؒ کے والد محترم نے دیوبند واپس جانے کی اجازت نہ دی، تو شیخ الحدیثؒ نے اپنے گھر کے قریب ذوالقعدہ ۱۳۶۶ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۷ء ایک چھوٹی سی مسجد میں شہتوت کے درخت کے زیر سایہ درس وتدریس کا آغاز فرمادیا۔ چونکہ دیوبند کے زمانہ میں آپ کی شہرت دور دراز تک ہوچکی تھی، تو طلبا کا رُخ اکوڑہ خٹک ہونے لگا۔ یہی دارالعلوم حقانیہ کا تاسیسی سال ہے، چنانچہ آپ ۱۹۴۷ء سے لے کر ۷ر ستمبر ۱۹۸۸ء تک دارالعلوم کے مہتمم اول رہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سمیع الحق شہید ۷ر ستمبر ۱۹۸۸ء کو مہتمم بنائے گئے۔

مولانا عبدالحقؒ نے ۱۹۴۷ء کے الیکشن میں جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے الیکشن میں حصہ لیا اور غالباً نصر اللہ خان خٹک کے مقابلہ میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ اس پر سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے جناب نصر اللہ خان خٹک سے کہا کہ تو ایک ''ملا'' کے مقابلہ میں بھاری اکثریت سے شکست کھا گیا، اس پر مرحوم نے کہا کہ مولانا عبدالحق اس علاقہ کا ملا نہیں، بلکہ اس علاقہ کا پیغمبر سمجھا جاتا ہے۔ گویا میں نے ایک پیغمبر سے شکست کھائی۔ (پیغمبر العیاذ باللہ!) مولانا عبدالحقؒ نے قومی اسمبلی کے وقفہ سوالات میں عجیب و غریب سوالات اٹھائے جو ماہنامہ الحق کی فائلوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

حضرت مولانا سمیع الحقؒ نے ۷ر ستمبر ۱۹۸۸ء سے لے کر اپنے یوم شہادت تک دارالعلوم حقانیہ کے مسند اہتمام کو سنبھالے رکھا، اور آپ کے دور اہتمام میں دارالعلوم حقانیہ کی شہرت چہار دانگ عالم پھیل گئی۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ جب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تو یہاں کے تعلیمی و تدریسی ماحول کو دیکھ کر فرمایا: ''میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ دارالعلوم اکوڑہ خٹک دیوبند ثانی ہے۔''

شیخ احمد عبدالغنی محمد مصطفیٰ عضو بعثت الازہر جب جامعہ میں تشریف لائے تو فرمایا: ''جامعہ دارالعلوم حقانیہ جو علم کا قلعہ ہے، اس کی ازہر پاکستان کی حیثیت سے شہرت ہوچکی ہے۔''

شیخ محمد عبدالمغیث الواعظ العام بالقوات المسلمہ المصر یہ جب جامعہ آئے تو فرمایا: ''میں یقین رکھتا ہوں کہ دارالعلوم حقانیہ جامعہ ازہر سے فائق ہے۔ جس کی شہرت اس زمانہ میں اکناف عالم میں پھیل چکی ہے۔''

بلا مبالغہ ہزار ہا علماء کرام دارالعلوم سے سند فضیلت حاصل کر چکے ہیں۔ راقم کئی مرتبہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے دور اہتمام میں حاضر ہوا تو حضرت شہیدؒ نے اپنے سبق کے گھنٹے میں آخر میں راقم کو چناب نگر کورس کی دعوت کے لئے آخری پندرہ منٹ عطا فرمائے۔

راقم ۲۷ر نومبر کو صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال سلمہ کی معیت میں موجودہ مہتمم حضرت الشیخ مولانا انوار الحق مدظلہ سے ملا اور انہیں کورس اور دوسرے امور کی کارگزاری پیش کی تو آپ نے کامیابی کے لئے دعائے قبولیت کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور دعاؤں سے نوازا۔

دارالعلوم نوشہرہ: دارالعلوم کے بانی مولانا مفتی محمد اجمل غنی مدظلہ ہیں جو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ میں اسباق بھی پڑھاتے ہیں، نیز دارالعلوم کا نظام بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ ان کی سرپرستی اور اعلان کے بعد ظہر کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا، جس میں طلبا کے علاوہ نمازیوں نے بھی شرکت کی، یہاں بھی کثیر تعداد میں طلبا کئی ایک اساتذۂ کرام کی تربیت میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک ان جامعات کی حفاظت فرمائیں اور انہیں دن دگنی رات چوگنی ترقی سے نوازیں۔

مدرسہ انوار القرآن پیر پیائی: مدرسہ کی بنیاد ۱۹۶۸ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے فرزند ارجمند جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، مولانا قاضی عبدالسلام خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ اور مولانا عبدالشکور دین پوریؒ اور دوسرے علمائے کرام نے رکھی، جبکہ نشاۃ ثانیہ ۲۰۰۶ء میں مولانا عبدالمجید فاضل دارالعلوم کراچی کے ہاتھوں ہوئی، سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ ۲۸ر نومبر نو بجے بیان ہوا۔

مدرسہ فیض العلوم چارسدہ کے مدرس: مولانا عابد علی فکر والے انسان ہیں، جماعتی امور سے متعلق ان کی فکر اور کڑھن سے ان کی کاز کے ساتھ محبت چھلکتی ہوئی نظر آتی تھی۔

۲۸ر نومبر قبل از نماز ظہر بیان ہوا، جس میں طلبا کے ساتھ اساتذۂ کرام نے بھی شرکت کی۔

طلبا کو کورس میں شرکت کی دعوت دی گئی، کئی ایک ساتھیوں نے چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔ چارسدہ سے بنوں کا سفر کیا۔ بنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی ہیں۔

مفتی عظمت اللہ سعدی کے عشائیہ میں شرکت: ۲۸؍نومبر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی نے بنوں کے ایک درجن سے زائد علماء کرام کو دعوت دی ہوئی تھی۔ عشائیہ کے مہمانانِ خصوصی مولانا عابد کمال اور محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ موخرالذکر نے علماء کرام سے استدعا کی کہ وہ اپنے اداروں کے طلبا کو چناب نگر کورس میں شرکت کے لئے تیار کریں علمائے کرام نے ارادہ کیا۔

جامعہ نظام العلوم بکاخیل: جامعہ کا آغاز ۱۹۸۶ء میں ہوا۔ اس میں چار سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ نو اساتذۂ کرام ان کی تربیت فرما رہے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن مدظلہ مہتمم ہیں، یہاں حوصلہ افزا نتائج ملے۔ مولانا عابد کمال سلمہ نے پشتو میں اپیل کی اور ہر ہر جماعت کے طلبا کو کھڑا کر کے ان سے عہد لیا۔ تقریباً ایک سو طلبا نے شرکت کے ارادے کئے۔ ۲۹؍نومبر صبح نو بجے بیان ہوا۔

مدرسہ منہاج العلوم ڈومیل سٹی: مقامی امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی اور ان کے رفقاء کی معیت میں ڈومیل سٹی کا سفر کیا۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا قاری عبدالستار مدظلہ ہیں۔ موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈومیل کے امیر بھی ہیں، آپ نے قرب وجوار کے مدارس کے اساتذۂ کرام کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ پون گھنٹہ کے قریب بیان ہوا۔ مولانا عابد کمال سلمہ نے پشتو میں ہر جماعت کے طلبا کو کھڑا کر کے ان سے شرکت کا ارادہ لیا۔ دسیوں طلبا نے شرکت کے ارادے کئے۔ موقوف علیہ تک یہاں تعلیم ہوتی ہے، ۳۵۰ طلبا مقیم، ۱۵۰ مقامی زیر تعلیم ہیں، ۲۶ اساتذۂ کرام تعلیم وتربیت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں تجوید وقرأت کا شعبہ بھی ہے، جس میں ہر سال دسیوں طلبا فیضیاب ہوتے ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم ادہمی کے عصرانہ میں شرکت: مولانا محمد ابراہیم ادہمی متحرک اور فعال عالم دین اور جماعتی راہنما ہیں۔ انہوں نے مبلغین ختم نبوت مولانا عابد کمال اور راقم الحروف کے اعزاز میں اپنے قائم کردہ ادارہ تعلیم وتربیت الاطفال میں ۲۹؍نومبر کو عصر کی نماز کے بعد عصرانہ دیا۔ جس میں انہوں نے خیبر پختونخواہ میں آنے کا خیر مقدم کیا اور ’’لکی مروت‘‘ ضلع میں ختم نبوت کاز کے لئے اپنی سرگرمیوں سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ الحمدللہ! مجلس امیر محترم مولانا عبدالغفار، ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم نشر واشاعت ہر دلعزیز شخصیت مولانا مفتی ضیاء اللہ، صاحبزادہ امین اللہ، ناظم دفتر ماسٹر محمد عمر خان کی قیادت میں بھرپور جدوجہد میں مصروف ہے۔ سرائے نورنگ میں قادیانی مصنوعات آپ کو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گی۔

دارالعلوم فیض الاسلام: دارالعلوم کے بانی مولانا عنایت اللہ ہیں، اس کا آغاز ۱۹۵۹ء میں ہوا۔ ۱۷ اساتذہ کرام کی تعلیم وتربیت میں مختلف گیارہ شاخوں میں ۱۰۸۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ مولانا عابد کمال سلمہ کو کئی ایک طلبا نے نام لکھوائے۔

جامع مسجد نقوخیل: جامع مسجد کے امام وخطیب مولانا سفیر اللہ مدظلہ کی دعوت پر مغرب کی نماز کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر ۲۹؍نومبر کو بیان ہوا۔ اس مسجد میں اسی روز تبلیغی احباب کا گشت ہوتا ہے۔ مولانا مفتی ضیاء اللہ نے تبلیغی اصول کے مطابق تشکیل کا فریضہ سرانجام دیا۔

مدرسہ عالیا تعلیم الاسلام سرائے نورنگ: تین فضلاء دیوبند مولانا جمعہ خان نے بحیثیت مہتمم، مولانا سیف الرحمٰن فاضل دیوبند ناظم، مولانا محمد نور صدر مدرس کی حیثیت سے ۱۹۶۳ء میں مدرسہ کا آغاز کیا۔ اس وقت ۳۵۰ طلبا کرام، ۲۰ اساتذۂ کرام کی تربیت ونگرانی میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرائے نورنگ کے امیر مولانا عبدالغفار مدظلہ، ناظم اعلیٰ مولانا عبدالحکیم مدظلہ اسی ادارہ کے استاذ ہیں۔ راقم کی دعوت پر کثیر تعداد میں طلبا نے نام لکھوائے۔

جامعہ دارالہدیٰ: جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کے خلیفہ مولانا عبدالصبور ہیں۔ یہ ادارہ پونے دو کنال پر واقع تین منزلہ ہے، جس میں ۵۰۰ طلبا، ۲۵ اساتذۂ کرام سے تعلیم وتربیت حاصل کر رہے ہیں، گیارہ بجے راقم کا بیان ہوا اور مولانا عابد کمال سلمہ نے تشکیل کی۔ یہاں بھی کئی ایک طلبا نے نام لکھوائے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام کلاسیں زیر تعلیم ہیں۔

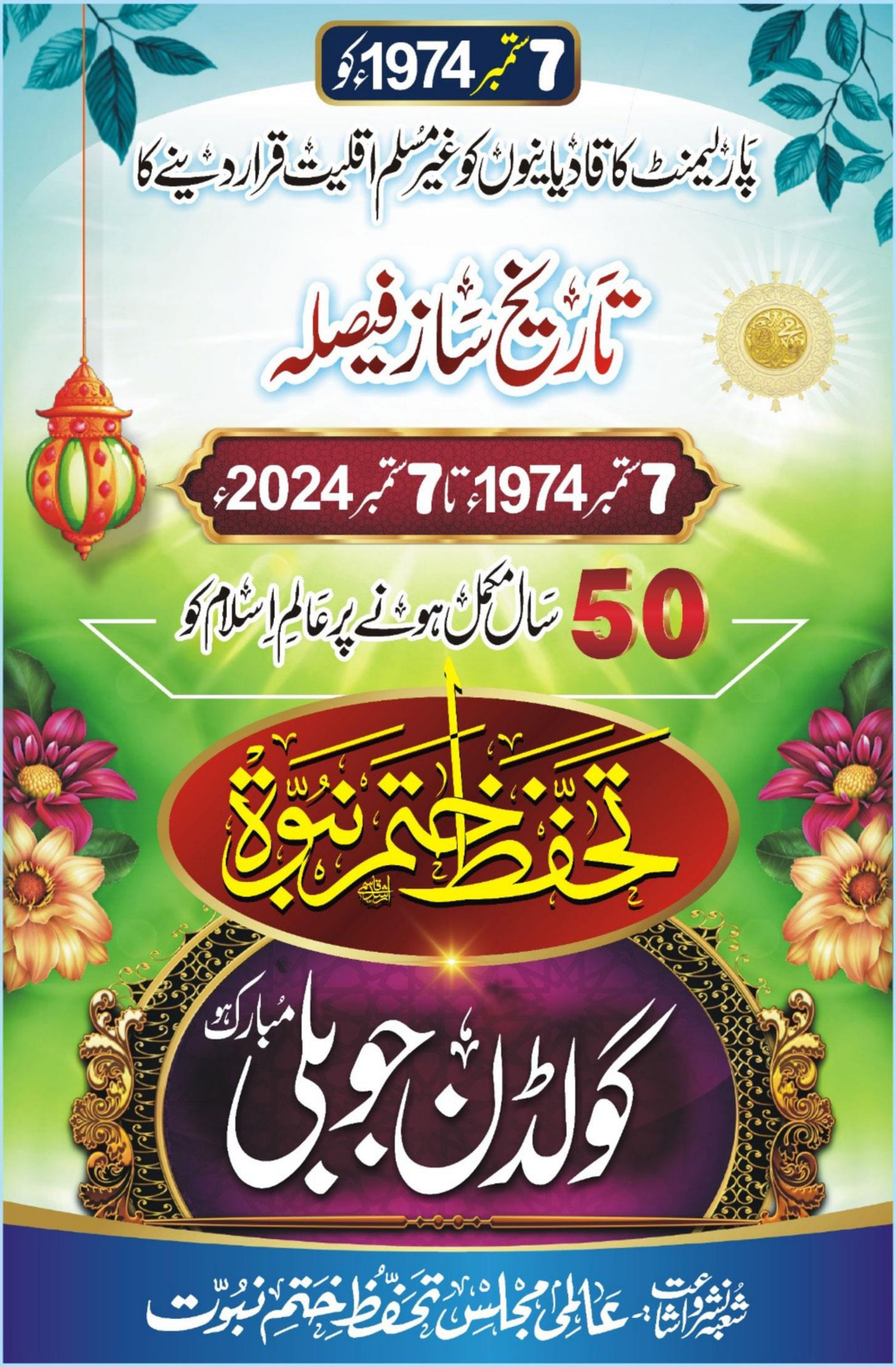
7 ستمبر 1974ء کو
پارلیمنٹ کا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا
تاریخ ساز فیصلہ
7 ستمبر 1974ء تا 7 ستمبر 2024ء
50 سال مکمل ہونے پر عالم اسلام کو
تحفظ ختم نبوۃ
گولڈن جوبلی مبارک ہو
شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت